تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطی میں

معاشرتی اور اقتصادی حالات

علامہ عبداللہ یوسف علی سی - دی - ای، ایم - اے، ایل ایل - ایم

کی تقریریں جو ۲ - ۳ اور ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۸ع کو ہندوستانی اکاڈیمی الہ آباد
کے سامنے کی گئیں

انڈین پریس لمیٹڈ الہ آباد

۱۹۲۸

تعارف

صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں هندوستاني اکاڈیمي کا قیام اس غرض سے ہوا ہے کہ اس کے ذریعہ سے هندي اور اُردو زبانوں کے ادبوں کي ترقي ہو - اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے ذرائع ہیں - جن میں سے ایک یہہ ہے کہ هندوستاني عالموں کو اُردو اور هندی زبانوں میں علمي مضامین پر لکچر دینے کي دعوت دي جائے اور ان کے لکچروں کو شائع کیا جائے - چنانچہ اس سلسلہ میں اکاڈیمي نے مسٹر عبداللہ یوسف علي ایم - اے' ایل - ایل - ایم' سي - بي - اي کو "تاریخ هند کے از منہ وسطی میں معاشرتي اور اقتصادي حالات" پر لکچر دینے کے لئے مدعو کیا - مسٹر یوسف علي هندوستان کے برگزیدہ عالموں میں سے ہیں - آپ عرصہ تک صوبجات متحدہ میں امپیریل سول سروس کے رکن کي حیثیت سے رہ چکے ہیں - اور اس زمانہ میں جب آپ سرکاري عہدوں پر ممتاز تھے آپ نے علاوہ اور مضامین کے هندوستان کے معاشرتي زندگی کے پہلوؤں پر انگریزي زبان میں مضامین شائع کئے - سرکاري عہدہ سے

مستعفي هونے کے بعد سے اپني طبعیت کے رحجان کے مطابق آپ علمي مشاغل میں پورے طور پر مصروف هیں - آپ نے هندوستان کي تاریخ پر تحقیق کي غائر نظر ڈالي هے اور مغل زمانه کي معاشرتي زندگي کے متعلق نئي معلومات کا اظهار کیا هے - آپ کي تصنیفوں سے جو واقفیت رکھتے هیں وہ جانتے هیں که آپ نه صرف محقق اور زبان دان هیں بلکه اعلی پایه کے ادیب بھي هیں -

هندوستاني اکاڈیمي کے لئے بڑے فخر کي بات هے که آپ نے هماري دعوت قبول کي اور آپ کي وجهه سے همارے لکچروں کے سلسله کي ابتدا' خوبي کے ساتهه هوئي - یهه لکچر الهآباد یونیورسٹي کے هال میں ۲ - ۳ اور ۴ مارچ کو دیے گئے - حاضرین میں الهآباد هائي کورٹ کے جج' یونیورسٹي کے پروفیسر' الهآباد کے معزز وکلاء اور رئیس شامل تھے - ڈاکٹر سر تیج بهادر سپرو ایم - اے' ایل - ایل - ڈي' کے - سي - ایس - آئي' پریسیڈنٹ هندوستاني اکاڈیمي اِن جلسوں میں صدر نشین تھے - لکچروں کے اختتام پر آنریبل ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان جج هائیکورٹ الهآباد - ڈاکٹر بیني پرشاد ڈي - ایس - سي (لندن) - مولوي محمد علي نامي ایم - اے اور مولوی سید ضامن علي ایم - اے نے مسٹر یوسف علي کا

شکریہ ادا کیا - جن حضرات نے جلسوں میں شرکت کی وہ سب لکچروں سے نہایت محظوظ ہوئے اور الہ آباد کے علمی دائروں نے ان کا زور و شور سے خیر مقدم کیا - ان تقریروں کو سپرد طبع کرنا گویا انھیں ایک حد تک مکان اور زمانہ کی تنگ قیود سے رہا کرنا ہے - اُمید ہے کہ جو دعوت معدودے چند احباب کی مسرت کا باعث ہو چکی ہے اب مدت مدید تک خاص و عام کو لطف اندوز کرتی رہیگی -

تارا چند

جنرل سکریٹری

ہندوستانی اکاڈیمی -

قطعہ

زباں قاصر صفت میں ہے بیاں ہم کیا کریں ضامن
کہ عبد اللہ بن یوسف علی کا کیسا لکچر ہے
موثر نظم سے بڑھکر ہے ایسی نثر ہے دلکش
نہاں چھوٹے سے فقرے میں بھی اِک معنی کا دفتر ہے
شگفتہ گل ہیں گلشن میں کہ ہیں الفاظ جملوں میں
بھرے لفظوں میں ہیں معنی کہ کوزے میں سمندر ہے
روانی ہے عبارت میں کہ دریا کی ہے طغیانی
نئے مضمون کا ہے سلسلہ یا سلک گوہر ہے
ظرافت ہے مگر اتنی نمک جیسے ہو کھانے میں
حلاوت اتنی ہے جتنی لب جاناں میں شکر ہے
بہت گہری نظر ڈالی ہے اخلاق و تمدن پر
عیاں تحقیق اور تدقیق کا ہر جا پہ جوہر ہے
زباں ایسی کہ اس سے پست کردیں تو ہو بازاری
جو اونچی ہو تو دل چسپی میں فرق آجائے یہ ڈر ہے
دکھائی ہیں ہر اک منظر کی وہ دلچسپ تصویریں
بنانا جن کا طاقت سے مصور کے بھی باہر ہے
حدیں بھی اختصار و طول کی ہر جا مناسب ہیں
ہر اک مضمون کا طرز بیاں بہتر سے بہتر ہے
جو سچ پوچھو فصاحت اور بلاغت کی ہے جاں لکچر
اثر اِس کا نہ ہو جس پر حقیقت میں وہ پتھر ہے
بتائیں لذت تقریر کیا بس مختصر ہے یہہ
کہ اب تک سامعیں کے دل میں اِک اِک لفظ کا گھر ہے
ہوئی حاصل یہہ نعمت سب کو تارا چند کے باعث
مگر در اصل سر سپرو کا احساں ان سے بڑھکر ہے
کرینگے رشک سب ہم عصر اس دولت کے ملنے پر
مگر اہلِ الہ آباد کا اچھا مقدر ہے

یہ قطعہ مولوی سید ضامن علی ایم - اے - صدر شعبۂ اُردو الہ آباد یونیورسٹی نے نظم کیا اور بعد اختتام لکچر پڑھا -

دیباچہ

اقتصادی اور معاشرتی امور کا مضمون اُردو میں کسی قدر نیا ھے' اور اسکے لکھنے والے کی مشابہت ایسے مسافر سے ھو سکتی ھے' جو کسی غیر معروف ملک میں پہلے پہل داخل ھو - اس کے لئے نہ کوئی شاھراہ ھے' نہ گلی کوچے - گھنے جنگل کے درخت کاٹنے کے لئے اس کے ھاتھہ میں ھمیشہ کلہاڑی رھنی چاھئے' اور راستہ کھولنے کے لئے اس کو متعدد غیر مروج طریقوں سے کام لینا ھوگا -

جن لوگوں کو کبھی کسی دوسری زبان سے ایک آدھہ صفحہ بھی ترجمہ کرنے کا اتفاق ھوا ھو' اور خصوصاً اُس حالت میں جبکہ دوسری زبان میں اصطلاحات کی بھر مار ھو' وہ بخوبی سمجھتے ھونگے' کہ

گیسوئے اُردو ابھی منت پذیر شانہ ھے -

آیندہ اوراق کی تیاری کے لئے جن کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی' ان میں سے ضروری باتوں کے ترجمہ سے اصطلاحات کے متعلق جو دقتیں پیش آئیں' اُن کا اندازہ آپ اِن اوراق کے مطالعہ کے بعد بخوبی کرسکینگے - مجھے اس کے متعلق صرف یہہ عرض کرنا ھے' کہ بعض الفاظ آپ کو غیر مانوس اور اجنبی سے معلوم ھونگے' لیکن ذرا سے غور و فکر کے بعد واضح ھو جائیگا' کہ پرانی زنجیروں سے کسی قدر آزاد ھوئے بغیر چارہ نہ تھا - البتہ میں نے کوشش کی ھے' کہ ان الفاظ و اصطلاحات سے عبارت کی سلاست میں فرق نہ آنے پائے' اور نئے الفاظ حتی الامکان بہتر سے بہتر ھوں -

اس کے علاوہ اُردو میں عام طور پر جس زور کا فقرہ لکھا جاتا ھے، در حقیقت لکھنے والے کا مدعا اس سے بہت کم ھوتا ھے - پڑھنے والے بھي اس کے عادی ھوچکے ھیں بلکہ خود لکھنے بیٹھیں، تو وہ بھي معمولی سي بات کہنے کے لئے اسي طرح زور دار فقرے استعمال کرینگے - لیکن میں نے ان اوراق میں ''نہایت'' ''بے حد'' اور اسي قسم کے دوسرے لفظ اور جملے اُسي موقع پر استعمال کئے ھیں، جہاں ان کي واقعي ضرورت تھي - ممکن ھے، آپ کو اِس وجہ سے بھي بعض فقرے کسي قدر اجنبي سے معلوم ھوں -

فُٹ نوٹوں میں لکھے ہوئے حوالہ جات کے اشاروں کی تشریح

البیرونی :

تاریخ الہند مصنفہ البیرونی کا انگریزی ترجمہ از ای-سی-زاخاؤ-مطبوعہ لنڈن ۱۹۱۰ع-

Alberuni's India, trans. E. C. Sachau, 2 Vols. London, 1910.

آلہا کھنڈ :

انگریزی ترجمہ از ولیم واٹر فیلڈ - مطبوعہ آکسفورڈ-

Lay of Alha, trans. Wm. Waterfield. Oxford, 1923.

باگھ :

باگھ کے غار - انڈیا سوسائٹی لنڈن -

The Bagh Caves, India Society. London, 1927.

بطوطہ :

سفر نامہ ابن بطوطہ - مترجمہ سی- ڈیفری میری و ڈاکٹر بی-آر-سینگوئی نیٹی-

Voyages d' Ibn Batoutah, trans. C. Defremery and Dr. B. R. Sanguinetti, 4 Vols. Paris, 1874—9.

ایلیٹ :

تاریخ ہند مصنفہ ایلیٹ اینڈ ڈوسن -

Sir H. M. Elliot and J. Dowson, History of India, as told by its own historian, 8 Vols. London, 1867—1877.

کتبات ہند :

ایپی گریفیا اِنڈیکا - جلد ۱۵ (۲۰-۱۹۱۹ع) کلکتہ -

Epigraphia Indica, XV (1919-20), Calcutta, 1917.

کتبات اسلامیۂ ہند :

ایپی گریفیا انڈو مسلمیکا -(۱۴-۱۹۱۳ع) کلکتہ -

Epigraphia Indo-Moslemica, 1913-14. Calcutta, 1917.

ایٹنگ ہوزن :

ہرش وردھن از ایم-ایل - ایٹنگ ہوزن - مطبوعہ پیرس بزبان فرانسیسی

M. L. Ettinghausen, Harsha Vardhana. Paris 1906.

فرشتہ :

تاریخ فرشتہ ازجے برگس-مطبوعہ لنڈن -

Ferishta's History, by J. Briggs, 4 Vols. London, 1829.

ہرش چرت :

ہرش چرت - مصنفہ بان‌بھٹ کا انگریزي ترجمہ از اي - بي - کاول و ایف - ڈبلیو ٹامس - مطبوعہ لنڈن -

Harsha-charita of Bana, translated by E. B. Cowell and F. W. Thomas. London, 1897.

اجنٹا :

اجنٹا کے غار - از لیڈی ھیرنگھم - مطبوعہ لنڈن -

Lady Herringham's Ajanta Frescoes. India Society, London, 1915.

کادمبری :

کادمبري - مصنفهٔ بان‌بهت کا انگریزي ترجمهٔ از سي - ایم - رڈنگ -

Kadambari of Bana. Translated by C. M. Ridding. London, 1896.

کیتھه :

سنسکرت ڈراما-مصنفهٔ اے-بي -کیتهه- مطبوعه اکسفورڈ -

A. B. Keith, the Sanskrit Drama. Oxford, 1924.

کتھا سرت ساگر :

کتهاسرت ساگر- مصنفهٔ سوم دیو مترجمهٔ سي-ایچ -ٹاني مولفهٔ این-ایم پینزر -

Katha Sarit Sagara, by Soma Deva, Ocean of Story, trans. C. H. Tawney, ed. N. M. Penzer, 10 Vols. 1924.

للا :

للا واکیاني - مترجمه سر رچرڈ-سي - ٹیمپل - مطبوعهٔ کیمبرج - سنهٔ ۱۹۲۴ع -

The Word of Lalla the Prophetess, trans. Sir Richard C. Temple. Cambridge, 1924.

ناگ نند :

(مصنفهٔ سري هرش) کا انگریزي ترجمهٔ از پامر بائڈ-

Nagananda (of Sri Harsha), English translation by Palmer Boyd, London, 1872.

تاریخ سمتهه :

آکسفورڈ هسٹري آف انڈیا-مصنفهٔ ونسنٹ اے - سمتهه -

Oxford History of India, by Vincent A. Smith, Oxford,1919.

مارکو پولو :

سفرنامہ مارکو پولو مترجمہ کرنل یول - مطبوعہ لندن -

Book of Ser Marco Polo, trans. H. Yule 2 Vols., London, 1871.

پریادرشك :

پریادرشک - ایک سنسکرت ناٹک مصنفہ ھرش کا انگریزي ترجمہ از جي-کے نریماں-

Priyadarshika, a Sanskrit drama by Harsha, trans. into English by G. K. Nariman. A. V. W. Jackson and C. J. Ogden, New York. Columbia Univ. Press, 1923.

قران السعدین :

قران السعدین از امیرخسرو-فارسي متن مع اُردو مقدمہ - مؤلفہ سید حسن برني مطبوعہ علي گڈھہ - سنہ ۱۹۱۸ع -

Qiran-us-Sa'dain of Amir Khusrau. Persian Text with Urdu Introductions. Ed. Saiyid Hasan Barni. Aligarh, 1918

رتناولی :

(سري ھرش کي) رتناولی کا متن مع ترجمہ از ساردارنجن رائے کلکتہ -

Ratnawali (Sri Harsha's) Text, with translation by Sardaranjan Ray. Calcutta, 1919.

کپور منجری :

راج شیکھر کے ناٹک کپور منجري کا متن مع انگریزي ترجمہ از سي - ایچ - لانمین - مطبوعہ ھاروڈ یونیورسٹي پریس -

Raja-Shekhara's Karpura-Manjari, Text by Sten Konow. English trans. by C. H. Lanman. Harvard University Press, Cambr., Mass., 1901.

ٹامس :

دهلي کے پٹھان بادشاهوں کے عهد کے حالات از-اي ٹامس مطبوعۂ لنڈن -

E. Thomas, Chronicles of the Pathan Kings of Delhi. London, 1871.

تین مسافر :

تهري ٹریولرس ٹو انڈیا - اے - یوسف علی-لاهور -

Three Travellers to India, by A. Yusuf Ali, Lahore. (R. S. Gulab Singh and Sons), 1926.

ٹاڈ :

راجستهان ' مصنفۂ جے ٹاڈ ' مؤلفۂ ڈبلیو کرک - مطبوعۂ اکسفورڈ -

J. Tod, Annals and Antiquities of Rajasthan, ed W. Crooke, 3 Vols. Oxford, 1920.

ویدیا :

هند وسطی کا هندو دور - از سي - وي - ویدیا' پونا -

C. V. Vaidya, Mediæval Hindu India, 3 Vols. Poona, 1926.

یوأن چوانگ :

یوأن‌چوانگ کی سیاحت هند از ٹامس واٹرس - مطبوعۂلنڈن -

Yuan Chwang's Travels in India, by Thomas Watters, 2 Vols. London, 1904.

فہرست مضامین

صفحہ

لیکچر اول - تمہید

لیکچر دوئم - (ساتویں صدی عیسوی)

پہلا دور

صفحه

لکچر سوئم - (دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی)

صفحه

ليکچر چهارم - (چودهويں صدي عيسوي)

لکچر اول

تمہید

ہندوستانی اکاڈیمی نے اپنے لیکچروں کے سلسلہ کی ابتدا تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطیٰ کے موضوع سے کی ہے، اور اس مقصد کے لئے مجھکو مدعو کرکے جو عزت بخشی ہے، اس کا مجھے پورا احساس ہے -

اکاڈیمی اور اُردو

اِس اکاڈیمی کا آغاز بذات خود زمانہ کی رفتار کا آئینہ ہے - جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، میرا نام برسوں سے اِن صوبہ‌جات میں اُردو زبان اور ادب کی تحقیق و تشریح سے منسوب رہا ہے - جب میں حیدرآباد میں تھا، تو مجھے وہاں کی اُردو تحریک اور جامۂ عثمانیہ کے متعلق ابتدائی جد و جہد میں حصہ لینے کا فخر بھی حاصل ہوا -

اس وقت وهاں ایك شعبۂ ترجمه تها، جو اب بهي موجود هے - اس کا مقصد یهه هے، که اپني زبان کو ایسي طبعزاد تصانیف اور مستند کتابوں کے ترجموں سے مالا مال کیا جائے، جو جامعه میں اُردو زبان کے ذریعے تعلیم و تعلُّم کے لئے موزوں هوں - میں نے اُن کے لئے ایك مختصر سا رساله سپرد قلم کیا تها، جس کا مقصد اُردو کتابت کي طرز تحریر اور طباعت کو منظم کرنا تها -

اُردو ٹائپ

میں نے اُردو میں ٹائپ کو رواج دینے کے لئے بهي جد و جهد کي تهي، اور اب بهي اس کا حامي هوں - اردو کے اکثر ماهرین کي طرح میں بهي موجوده اردو ٹائپ اور ٹائپ میں چهپي هوئي کتابوں سے جو آئے دن سرکاري و دیگر مطابع سے نکلتي رهتي هیں، مطمئن نهیں هوں - اردو حروف کي تمام مختلف شکلوں کو جو هاتهه کي لکهائي میں نظر آتي هیں، ٹائپ میں نقل کرنا آج تك ایك سعي لاحاصل ثابت هوا هے - قلمي تحریر کي خوبیوں کا اِنحصار مختلف امور پر هے، مثلاً حروف کے دائروں اور قوسوں کي شکل اور قد میں حسب موقع تنوّع پیدا کرنا، اور ایك خاص حرف

کي شکل اس کے کسي لفظ کي اِبتدا، وسط يا آخر ميں آنے پر حسب حالت بدلنا - طباعت کا حُسن يهہ هے، کہ حروف کي شکل اور قد ميں يکسانيت هو، سطريں اُقليدسي صحت کے ساتهہ برابر برابر هوں، اور پهلي هي نظر ميں پڑهہ لينا ايك آسان کام اور جمالياتي لذت بن جائے - اگر ايك هي حرف کو دو دو تين تين صورتيں دي جائيں، تو ٹائپ کے حروف کي تعداد کسي کے بس کا روگ نہ رهيگي، اور اِس سے حروف جوڑنے والوں کا کام لازمي طور پر مشکل اور گراں هو جائيگا - اور آپ جانتے هيں، کہ دور حاضرہ کي تجارتي طباعت ميں لاگت ايسا جزو نهيں، کہ اِسے نظر انداز کيا جاسکے - ٹائپ کے متعلق لوگوں کے ذهن پهلے هي سے زهر آلودہ هو چکے هيں، اس لئے اس ميں کاميابي اسي صورت ميں هو سکتي هے، کہ ٹائپ کي طباعت ليتهو سے بهتر اور ارزاں هو - يهہ خيال صحيح نهيں، کہ ٹائپ کي طباعت حسين و جميل نهيں هو سکتي - اس کے حسن و قبح کے معيار ليتهو کي طباعت اور قلمي تحرير سے بالکل الگ اور صرف اسي سے مخصوص هونگے - همارا پهلا کام تو ايك سستے اور حتی‌الامکان اچهے ٹائپ کي ترويج هے، پهر جوں جوں زمانہ گزرتا جائيگا، حسين و جميل ٹائپ بهي نکل آئينگے،

اور معیار روز بروز ترقي کرتا جائیگا - ٹائپ کي برتري کا راز طباعت کي صفائي اور صحت میں مضمر هے - موجودہ زمانے میں جس زبان کا انحصار کُلیۃً لیتھو پر هو' اور وہ طباعت کے متعلق تازہ ترین ایجادات سے فیض یاب نہ هو سکتي هو' وہ کافي ترقي کرنا تو درکنار ضروریات سے نپٹ بھي نهیں سکتي -

مشترکہ زبان

آپ نے اپني اکاڈیمي کو "هندوستاني اکاڈیمي" کے نام سے موسوم کرنے میں بڑي دانائي سے کام لیا هے - اس سے ملک کي زبان کو اِن صوبہ جات اور ملک کے دیگر حصوں میں حتی‌الامکان یکرنگ بنانے کي اس خواهش کو بهت کچھہ تقویت حاصل هوگئي' جو هر ذمہ‌دار هندوستاني اپنے دل میں محسوس کرتا هے - مزید بر آں میرا یہہ بھي خیال هے کہ آپ نے موجودہ حالات سے چشم پوشي اختیار نهیں کي بلکہ آپ هماري مشترکہ هندوستاني زبان کي دونوں صورتوں یعني اردو اور هندي رسم‌الخط کي ترقي میں کوشاں هیں - میں اِس مبارک تحریک کي تہ دل سے تائید کرتا هوں' جس سے هماري زبان کي مختلف صورتوں میں

مطابقت پیدا هوکر ایک مشترکہ معیار قائم هو جانے کي
امید هو سکتي هے - میرا خیال هے' کہ اگر همیں اِس مقصد
میں یہاں کامیابي حاصل هوگئي' تو اس کا اثر صوبہ‌جات
متحدہ کي حدود سے باهر بهي پڑیگا - ایک قسم کي
مخلوط هندوستاني اب بهي ملک کے طول و عرض میں
هندوستانیوں کي مشترکہ زبان هے - اگر هم اسے هندوستان
بهر میں ادبي اور کار و باري اظہار خیال کا ذریعہ بنا سکیں'
تو اس سے مختلف مذهب و ملت کے لوگوں کے خیالات'
گفتگو اور آئین میں بہت کچھہ مطابقت اور یگانگت پیدا
هو جائیگي' اور اِس طرح اُس قومي زندگي کے اِرتقا کو بہت
کچھہ تقویت حاصل هوگي' جس کي خواهش مادر وطن
کے هر سپوت کے دل میں موج زن هے -

اکاڈیمي کا صدر مقام اور گورنمنت سے تعلق

اکاڈیمي کا صدر مقام صوبہ جات متحدہ کے پایہ تخت میں
قائم کرنے سے اِسے ایک مرکزي حیثیت حاصل هو گئي هے' جوکئي
لحاظ سے مفید هے - اگر چہ اُردو علم ادب کے بڑے بڑے مرکز
دهلي' لکھنؤ اور حیدر آباد (دکن) سمجھے جاتے هیں' لیکن

اکثر وجوہ سے الہ‌آباد کي پُر سکون فضا قابل ترجیح ھے -
دھلی اب ھندوستان کا سیاسي پایہ تخت ھے، اور اس لئے
سیاسي تحریکات کے ھڑبونگ کي جولا نگاہ بن رھي ھے - لکھنو
بے شک ایک دلفریب شہر ھے، اور اُردو علم ادب کي گزشتہ
تاریخ کے لحاظ سے الہ‌آباد کي نسبت قابل ترجیح قرار دیا
جانے کا مدعي ھو سکتا ھے - میں لکھنؤ کي اُردو انجمن
کا صدر رہ چکا ھوں، اس لئے یہہ غلط فہمي پیدا نہیں ھوني
چاھئے، کہ میں کسي طرح لکھنؤ کے دعاوي کي اھمیت
کو نظر انداز کر رھا ھوں - لیکن میں محسوس کرتا ھوں،
کہ گورنمنت سے اکاڈیمي کا تعلق ھونے کے باعث الہ‌آباد کو
اس کا صدر مقام قرار دینے میں زیادہ سھولت رھیگي -
اکاڈیمي کا گورنمنت سے تعلق اِس کے استحکام کے لئے بھي
مفید ثابت ھوگا، اور اس سے اکاڈیمي کو وہ تحریک و تقویت
حاصل ھوگي، جو ھندوستان کي موجودہ حالت میں صرف
حکومت کی نظر التفات ھي سے ممکن ھے - لیکن مجھے پوري
توقع ھے، کہ صوبہ‌جات متحدہ کے پانچوں بیت‌العلوم اور
غالباً دیگر بیت‌العلوم اور اُردو علم ادب سے دلچسپي و
ھمدردي رکھنے والي غیر سرکاري انجمنیں بھي اکاڈیمي کے
اغراض و مقاصد کي تکمیل کے لئے آپ سے تعاون کرینگي -

یورپ کے ازمنۂ وسطیٰ

آپ کا ارشاد ہے، کہ میں تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطیٰ پر تقریر
کروں-اب دیکھنا یہہ ہے، کہ ان ازمنۂ وسطیٰ سے کونسا زمانہ
مراد لیں-یورپ کي تاریخ میں اگرچہ ازمنۂ وسطیٰ کا ٹھیک تعین
نہیں ہوا، لیکن ان کا اطلاق کم و بیش مغربي سلطنت روما
کي تباہي (سنہ ۴۷۶ع) سے ترکي فتح قسطنطنیہ سنہ (۱۴۵۳ع)
تک کے زمانہ پر ہوتا ہے - یہہ قریباً ایک ہزار سال کا عرصہ یقیناً
یورپ بلکہ کل نوع انسان کي تاریخ کے ارتقا میں ایک خاص
اور اہم مرحلہ کي حیثیت رکھتا ہے - یہہ درمیاني وقفہ
یورپ کے قدیم کلاسیکل عہد (یعني قدیم علم ادب کے
مستند زمانہ) کو اس کي تاریخ حاضرہ سے ملاتا ہے - قدیم
یوناني اور رومن اقتدار کے زمانے میں جن قوموں اور شہروں
کا سکہ رواں تھا، اُن کي سیاسي قیادت کے بتدریج زوال کا
زمانہ یہي ہے - اِس زمانے میں یورپ کي مختلف نسلوں
کي نئے سرے سے شیرازہ بندي ہوئي، جرمن، گاتھک اور
سکنڈے نیوین کے آئین و ادارات سارے یورپ میں پھیل
گئے، اور پھر رفتہ رفتہ اُسي کلاسیکل تہذیب کے زیر اثر
(جس کي قوتیں اب زائل ہو رہي تھیں) اِن نو وارد تہذیبوں

کي هيئت تبديل هونے لگي - اِس زمانے ميں رومن کيتهولک چرچ اور پاپائي نظام کي تنظيم اور پهر سارے يورپ ميں اِس کے عام اثر و اقتدار کي بدولت ايک خاص حد تک يکسانيت اور هم آهنگي پيدا هوگئي - اسي زمانے ميں فيوڈلزم (Feudalism) کے مخصوص قوانين و رسوم اور معيار عزت و شرافت معرض وجود ميں آئے، اور آخرکار يورپ کے مختلف ممالک ميں زبردست اور مخصوص قومي سلطنتيں قائم هو جانے سے مت متا کر رہ گئے ان خصوصيات ميں اس امر کا بهي اضافه کرلو، که اِس عهد کي تاريخ ايک دُهندلکے ميں مستور نظر آتي هے، اور بخلاف اِس کے قديم اور موجوده تواريخ ميں لوگوں کي طرز زندگي، خيالات و عادات اور معاشرتي آئين کافي واضح اور نماياں هيں -

تاريخ هند ميں ازمنۂ وسطیٰ

کيا هندوستان کي تاريخ ميں بهي کوئي ايسي هي خصوصيات ملتي هيں، جن کي مدد سے هم ايک کافي طويل عرصه معين کر کے اُسے ''ازمنۂ وسطیٰ'' کے نام سے موسوم کر سکيں؟ ميں مروجه درسي کتابوں کي رسمي ترتيب کو جس کے مطابق تاريخ هند کو قبل بدهه، بدهه، هندو، مسلم اور برطانوي زمانوں ميں

تقسیم کیا جاتا ھے، نہ تو علمي طور پر صحیح مانتا ھوں، اور نہ علمي نقطۂ نظر سے مفید سمجھتا ھوں - ھم نہیں جانتے، کہ بدھہ مذھب کا دور دورہ حقیقي معنوں میں کب تک رھا اور نہ اس امر کي کوئي دلیل موجود ھے، کہ اس عہد میں برھمني دھرم بالکل مفقود ھو چکا تھا - اِس کے علاوہ لفظ "ھندو" سے بھي کسي زمانے کو نمایاں اور واضح طور پر دوسرے سے متمیّز کرنے میں کوئي مدد نہیں ملتي - اسي طرح مسلم اور برطانوي زمانوں کا تعین بھي دشوار ھے - معقول طریقہ یہہ ھے، کہ ھم اپني تاریخ کو تین بڑے بڑے زمانوں میں تقسیم کرلیں، یعني قدیم، وسطي، اور جدید - عام معنوں میں تاریخ کا آغاز ھونے سے پہلے زمانہ کے متعلق بھي ھمارے پاس کافي مصالحہ موجود ھے، مگر اس کي کوئي خاص تاریخیں مقرر نہیں ھو سکتیں - البتہ ھم اِس تمام مصالحہ کو ایک دَور کے تحت میں لا کر اس کا نام "زمانۂ قبل از تاریخ" رکھہ سکتے ھیں - لیکن دقت اُس وقت پیش آتي ھے، جب ھم ان زمانوں کو تاریخ وار مرتب کرنے لگیں - یہ ممکن ھے، کہ زمانۂ قبل از تاریخ کا اطلاق گوتم بُدھہ کي پیدائش تک کے زمانہ پر کیا جائے، اور پھر قدیم تاریخ کا آغار بُدھہ مت کی تبلیغ کے زمانہ سے

سمجھیں - لیکن ہندوستان کے قدیم زمانہ کا خاتمہ کہاں کیا جائے؟ کیمبرج ہسٹری آف انڈیا میں تو اسے سن عیسوی کے آغاز تک شمار کیا گیا ہے - مسٹر کے - ڈي - بي کا ڈرفگٹن کي تحریر سے مترشح ہوتا ہے' کہ وہ ہندوستان قدیم کا زمانہ گپتا خاندان تک سمجھتے ہیں' اور اس کے بعد عہد وسطیٰ کا آغاز شمار کرتے ہیں - مسٹر سي-وي ویدیا نے اپني کتاب "ہندوستان کا عہد وسطیٰ" میں (جس کي تین جلدیں شائع ہو چکي ہیں' اور ایک ابھي باقي ہے ہماري تاریخ کے از منۂ وسطیٰ کا آغاز سنہ ۶۰۰ع سے کر کے ان کو سنہ ۱۲۰۰ع پر ختم کیا ہے - آپ کے یونیورسٹي سکول آف ہسٹري کے مسٹر ایشوري پرشاد اِس ہندو وسطیٰ کا آغاز سنہ ۶۴۷ع یعني مہاراجہ ہرش کے انتقال سے کرتے ہیں' اور اس کا خاتمہ اُنھوں نے مغلوں کي فتح ہند کے موقع پر کیا ہے - آگے چل کر معلوم ہوگا' کہ از منہ وسطیٰ کي اِس تعریف کے حق میں بہت سے دلائل ہیں -

ہرش سے پرتھوي راج تک

تاریخ یورپ کي جن خصوصیات کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے' اگر اُن کے مقابلے میں کچھہ ایسی ہي نمایاں خصوصیات

هندوستان کي تاریخ میں بھي مل جائیں، تو ھمیں ایک خاص دور معین کرکے اسے اپنے ازمنۂ وسطیٰ کے نام سے موسوم کرنے میں بہت سہولت ھو جائے - اگر غیر مہذب قوموں کے وقتا فوقتا هندوستان میں وارد ھونے پر نظر ڈالي جائے، تو معلوم ھوگا، که اب سے صرف چند صدي پیشتر تک کوئي وقت ایسا نہیں گذرا جب هندوستان ان حملوں سے کُلیۃً محفوظ رھا ھو - ھمیں معلوم نہیں که آرین حملوں سے پہلے هندوستان پر کون کون سي قومیں حمله آور ھوئیں، لیکن اب اِس امر کا مکمل ثبوت موجود ھے، که وادي سندھ کو عراق کي قدیم تہذیبوں سے کچھ نه کچھ تعلق ضرور تھا - خود آرین حملے بھي کافي طویل زمانے پر حاوي ھیں - اس دوران میں بہت سے آرین قبائل وقتاً فوقتاً هندوستان میں وارد ھوئے، جو ملک کے لساني ارتقا پر اپني مُہر ثبت کر گئے ھیں - جب هندي آرین ملک میں آباد ھوئے، اور ملکي باشندوں سے کچھ خلط ملط ھونے لگے، اس کے بعد ایراني اور یوناني اقوام حمله آور ھوئیں، اور پھر ان کے بعد تورانیوں اور وسط ایشیا کے مخلوط قبائل کے حملوں نے زور پکڑا - یه سلسله سن عیسوي کے آغاز سے چند صدي بعد تک جاري رھا - گپتا خاندان کے عہد اقتدار (سنه ۳۲۰ع لغایت سنه ۴۵۵ع)

کي استوار اور منظم تہذیب اپنے پیشتر اور بعد کي تاخت و تاراج کے صحرائے لق و دق میں ایک خوشنما نخلستان معلوم ہوتي ہے - تہذیب و تمدن کے اعتبار سے مہاراجہ ہرش کا زمانہ (سنہ ۶۰۶ع لغایت سنہ ۶۴۷ع) گپتا تہذیب کي ایک آخري جھلک معلوم ہوتا ہے - ہرش کے بعد بہت سے حملے ہوئے' جن کي تفصیلات ہم پر پورے طور پر روشن نہیں ہیں - لیکن یہ امر بخوبي واضح ہے' کہ ہرش کے بعد چار صدیوں تک بہت سي غیر ملکي نسلیں ہندوستان میں آکر یہاں کے باشندوں سے خلط ملط ہوتي رہیں - اب اِس اختلاط کي رفتار نسبتاً بہت تیز ہوگئي تھي' اور ہونا - گوجر - جات کے اقتدار کے باعث' جو راجپوت قبائل کا سرچشمہ تھا' ہندوستان کے باشندوں کي قبائلي تقسیم نئے سرے سے ہو گئي - حقیقت میں ہم ان چار صدیوں کو "راجپوت عہد" کا نام دے سکتے ہیں - اگر ہم راجپوت اقتدار کا زمانہ پرتھوي راج دہلوي کے انتقال (سنہ ۱۱۹۳ع) پر ختم کریں تو میرے خیال میں ڈھنڈلکے کا ایک کافي طویل زمانہ بن جاتا ہے' جسے ہم بجا طور پر از منۂ وسطیٰ کا آغاز قرار دے سکتے ہیں -

پرتھوي راج سے عہد مغلیہ تک

لیکن راجپوت قبائل کي یہ نئي شیرازہ بندي ھندوستان
کي آبادي کي کوئي مستقل تقسیم و ترتیب ثابت نہ ھوئي -
مسلم حملے، جن کے ساتھہ بہت سي نئي نئي نسلیں، نئے نئے
تمدني ادارات، اور قوانین و آئین کا ایک استوار اور واضح
سلسلہ ھندوستان میں وارد ھوا، اور ھندوستان کے معاشرتي
اور تمدني حالات کے سمندر کو بلو بلو کر برابر انقلاب پیدا
کرتا رھا - اِس سے بھي اھم یہ بات ھے، کہ مسلم تمدن ھندو
دھرم میں جذب ھو جانے کے بجائے ایک نمایاں اور دائمي
رد عمل کا باعث ھوا - قریباً (سنہ ۱۰۰۰ع سے سنہ ۱۳۱۰ع) تک
مسلم اقتدار اور مسلم تمدن کي لہریں کبھي کم اور کبھي
زیادہ زور سے ھندوستان میں متواتر وارد ھوتي رھیں، حتی
کہ چودھویں صدي عیسوي کے آغاز میں قریب قریب تمام
ھندوستان دکن سمیت مسلم اقتدار کے زیر اثر اور اس کا
بہت بڑا حصہ براہ راست مسلم حکومت کے تحت میں آگیا -
لیکن اس وقت بھي سوسائٹي کي کوئي معاشرتي تنظیم و
ترتیب نہ تھي، اور نہ سوسائٹي کے معاشرتي اور تمدني ارتقا کے
لئے کوئي میدان ھي تھا - قریباً سنہ ۱۳۱۰ع اور سنہ ۱۵۲۶ع

کے درمیان سلطنت دهلي کے زوال کے باعث بهت سي مقامي ریاستیں معرض وجود میں آگئیں - یه بهي زیاده تر مسلم هي تهیں - ان کي کوئي مستقل حدود نه تهیں' اور کسي ریاست کے لئے بهي کسي خاص سیاسي نظام پر عمل کرنا آسان نه تها - سنه ۱۵۲۶ع میں مغلوں کے وارد هندوستان هونے پر فضا میں ایک نمایاں انقلاب رو نما هو گیا - اب اگر سیاسي اقتدار میں نهیں' تو کم از کم معاشرتي اور سیاسي آئین و ادارات کي روش میں قدرے استحکام' کسی قدر نظام اور تهوڑا بهت استقلال پیدا هو گیا تها -

هندوستان کے از منۂ وسطیٰ کے تین حصے

اِس لئے میرے خیال میں یه بهتر هوگا' که هندوستان کے از منۂ وسطیٰ کا اطلاق هرش کے انتقال (یعني قریباً ساتویں صدي کے وسط) سے سلطنت مغلیه کے قیام (یعني قریبا سولهویں صدي کے وسط) تک کے زمانه پر کیا جائے - نو صدیوں کا طویل عرصه پهر تین نمایاں حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا هے' یعني (۱) هندو سوسائٹي کي نئے سرے سے تنظیم اور شیر ازه بندي کا زمانه (سنه ۶۴۷ع لغایت سنه ۱۰۰۰ع)' (۲) مسلم اقتدار کے بتدریج نفوذ کے زیر اثر هندوستاني سوسائٹي

کي مزيد ترتيب و تنظيم کا زمانه (قريبا سنه ۱۰۰۰ع لغايت سنه ۱۳۱۰ع) اور (۳) سلطنت دهلي کا زوال' جس سے بهت سي چهوٿي چهوٿي خود مختار رياستيں وجود ميں آگئيں' اور اس وجه سے هندوستان ميں من حيث القوم اتحاد عمل کا فقدان تها' جس کا نتيجه يهه هوا که مغل حمله آور هندوستان پر قابض هوگئے (سنه ۱۳۱۰ع لغايت سنه ۱۵۲۶ع)' چونکه همیں يهه سب کچهه اس تمهيدي تقرير کے بعد تين لکچروں ميں ختم کرنا هے' اس لئے بهترين طريق عمل يهه هوگا که هر دور کے مطالعه کي بنياد ايسي شهادتوں پر رکهي جائے جو اُس کے آغاز پر روشني ڈالتي هوں - ازمنۂ وسطیٰ کي مذکورۂ بالا تقسيم کا ايک اَور فائده يهه هوگا که يهه تقسيم کسي حد تک يورپ کے ازمنۂ وسطیٰ کي تقسيم سے ملتي جلتي هے' اور اس لئے هندوستان کے ازمنۂ وسطیٰ کے مطالعه کے ساتهه ساتهه دونوں کي تاريخوں کا باهم مقابله بهي آساني سے هوسکيگا - اگر ازمنۂ وسطیٰ کا يهه تعين درست تسليم کرليا جائے تو زمانۂ جديد عهد مغليه اور عهد اِنگلشيه هر دو پر مشتمل هوگا' جنکے درمياني وقفه ميں کوئي نيا انقلاب اچانک ظهور پذير نهيں هوا' بلکه بتدريج تغير و تبدل هوتا رها هے - خود مغل بهي زمانۂ حال

کي تحریکات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے' اور ان کے دول مغربي کے ساتھہ بھي تعلقات تھے - مغلوں کے زمانہ میں مشرقي سمندروں میں یورپ والوں کي سرگرمیوں کي توسیع کے باعث غیر ملکي بحري تجارت رفتہ رفتہ ترقی کرتي گئي' جس سے هندوستان کي اقتصادي زندگي بیش از بیش موجودہ شکل اختیار کرنے لگی -

---

لکچر دوئم

(ساتویں صدي عیسوي)

پہلا دور

معاشرتي و اقتصادي کوائف

یہہ فرض کرلینے کے بعد کہ همارے ازمنۂ وسطی ساتویں صدي کے وسط سے شروع هوکر سولھویں صدي کے وسط میں ختم هو جاتے هیں، هم معاشرتی اور اقتصادي حالات کے مطالعہ کے لئے بڑي آساني سے تین نمایاں عہد منتخب کرسکتے هیں، جن پر اِس زمانہ کے حصوں کا آغاز هوتا هے - پہلا عہد جو میں منتخب کرونگا، مہاراجہ هرش کا زمانہ هے - اِس میں همارے مطالعہ کے لئے کافي مواد موجود هے - اگر چہ اِقتصادي کوائف کے لئے پورا مصالحہ نہیں ملتا، لیکن معاشرتي زندگي کي هم قریب قریب مکمل تصویر تیار کر سکتے هیں - مگر معاشرتي اور اقتصادي حالات باهم اس طرح گُھلے ملے هوتے هیں کہ ان میں کوئي نمایاں حد فاصل قائم نہیں کي جاسکتي - اب هم اُن کوائف پر ایک مختصر سا تبصرہ

کرینگے، جو اس زمانہ کے متعلق شہادتوں کا احتیاط اور توجہ سے مطالعہ کرنے پر دستیاب ہوتے ہیں -

اسناد و شواہد

(الف) ڈراما

ان شہادتوں کو ہم چار گروہوں میں تقسیم کرسکتے ہیں - پہلا گروہ اس زمانہ کے ادب ڈراما پر مشتمل ہے، جس کي نمائندگي کا حق وہ تین ناٹک بوجہہ احسن ادا کرتے ہیں، جو خود مہاراجہ ہرش سے منسوب کئے جاتے ہیں، یعني پریا درشک، رتنا ولي اور ناگ نند - ماہرین کي اکثریت اِن تینوں کو ایک ہی مصنف سے منسوب کرنے کے حق میں ہے - اگر یہہ ناٹک حقیقتاً اور کُلیۃً مہاراجہ ہرش کي تصنیف نہ بھي ہوں، تو بھي اِس امر میں شک و شبہ کي گنجائش نظر نہیں آتي، کہ یہ تینوں اُن کي سر پرستي میں تیار کئے گئے تھے - ہمارے مقصد کے لئے اِتناھي معلوم کر لینا کافي ہے، کہ یہ قریباً کس زمانہ میں لکھے گئے - اور چونکہ اس معاملہ کے متعلق ذرا بھي شک و شبہ یا اختلاف رائے نہیں ہے، اس لئے ہمیں یہ باور کرنے میں کوئي امر مانع نہیں،

کہ جن واقعات کا اِن ناٹکوں میں ذکر کیا گیا ہے، وہ ساتویں صدی کی معاشرتی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتے ہیں - یہ درست ہے، کہ ان ناٹکوں کا حلقۂ نظر بہت محدود ہے - یہ صرف دربار اور درباری اُمرا کی ضیافت طبع کے لئے تیار کئے گئے تھے، اور اِن کے پلاٹ (Plot) شاہی محل کی عاشقانہ سازشوں کے بعض مخصوص پہلوؤں تک محدود ہیں - لیکن اس کے باوجود بھی جس زمانے میں یہ لکھے گئے تھے، اس کی حقیقی زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے بہت مفید ہیں -

(ب) بان بھٹ کا منثور قصیدہ اور افسانہ

اسناد کا دوسرا گروہ بان بھٹ کے دو افسانوں پر مشتمل ہے - یہ ہرش کا درباری تھا، اور اپنے زمانے کے اخلاق و آداب کے متعلق نہایت ہی واضح اور کار آمد بیان چھوڑ گیا ہے - اِن میں سے ہرش چرت مہاراجہ ہرش کی ابتدائی زندگی کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک منثور مدحیہ افسانہ ہے، جس میں ان کے خاندان کی ترقی اور اقتدار کا بھی شاعرانہ نثر میں ذکر کیا گیا ہے - دوسری تصنیف کادمبری ہے، جو سنسکرت نثر کی ایک بلند پایہ مثال ہے، اور ہر زمانے میں

هندوستان کے وِدوانوں سے خراج تحسین وصول کرتی رهي هے - اِس میں ایک عجیب و غریب طوطے کی داستان نہایت هي دلفریب پیچیدہ انداز میں بیان کي گئي هے - حقیقت وواقعیت کي ظاهري فضا میں عشق و محبت، شجاعت اور مافوق‌الفطرت تبدیل هیئت کي دلچسپ داستانیں (فسانہ در فسانہ) نہایت خوش اُسلوبي اور کامیابي سے داخل کي گئي هیں - بان بھٹ نے زندگي کے مختلف مدارج کي تصویر تیار کرتے وقت اس کے ایک ایک جزو میں نہایت محنت سے رنگ آمیزي کي هے - زندگي کے نقشہ میں باریک رنگ آمیزي کے متعلق اس کا انداز زمانہ حال کے انگریزي ادب میں کامپٹن میکنزي (Compton Mackenzie) کے ناولوں سے مشابہ هے - لیکن بان بھٹ کو میکنزي سے وهي نسبت هے، جو مشرقي منبت کاری کے اعلیٰ ترین نمونہ کو کسي یورپین زردوز کي نمایاں تر دستکاري سے هو سکتي هے - بان کے رنگین اور مرصع انداز بیان میں مبالغہ کو بہت کچھہ دخل هے، لیکن اس مبالغہ کو ترک کر دینے پر بھي همارے پاس اس زمانہ کي ایک ایسی مکمل تصویر رہ جاتی هے، جو اس سے کئي صدي بعد کے زمانہ کے متعلق بھي کہیں دستیاب نہیں هوتي - ان هر دو تصانیف کا نہایت نفیس انگریزي ترجموں میں مطالعہ کیا

جا سکتا ہے، جو کتب شرقیہ کے ترجموں کے سلسلہ مطبوعہ لنڈن (Oriental Translation Fund Series) میں شامل ہیں - کادمبري کا ترجمہ مس سي-ايم-رڈنگ (Miss C. M. Ridding) نے اور ہرش چرت کا اي-بي-کاول اور ايف-ڈبليو- ٹامس صاحبان (E. B. Cowell and F. W. Thomas) نے کیا ہے - اگر ہندوستاني اکاڈیمي سنسکرت کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنے کي خواہش مند ہو، تو ان دونوں ترجموں کي بڑے وثوق سے سفارش کي جا سکتي ہے - اِس امر کا فیصلہ کہ آیا اِن کا اردو میں ترجمہ ہو بھي سکتا ہے یا نہیں، ہم اُن لوگوں پر چھوڑ دیتے ہیں، جو اِس کٹھن راستے پر گام زن ہونے کي جرأت کریں -

(ج) چیني سیاح

اِس دور کے متعلق معتبر شہادتوں کے تیسرے گروہ میں یوأن چوانگ (جسے ہیونگ سانگ بھي لکھتے ہیں) کا سفرنامہ اور اس کي سوانح عمري شامل ہیں، جو چیني زبان میں لکھے گئے تھے - سفر نامہ کا تازہ ترین اور بہترین ترجمہ وہ ہے، جو ٹامس واٹرس (Thomas Watters) نے کیا ہے (Oriental Translation Fund) - اور

اس کي سوانح عمري کا صرف ایک هي انگریزي ترجمه هے، جو مسٹر ایس-بیل (S. Beal) نے کیا تھا، اور اب سے کوئي ایک صدي پہلے شائع هوا تھا - یه ترجمه صحت کے لحاظ سے کچھه زیاده اعتبار کے قابل نهیں - میں نے اپني چھوٹي سي انگریزي کتاب ''هندوستان میں تین مسافر'' (Three Travellers to India) میں هندوستان کے متعلق اِس چیني سیاح کے بیان کا ایک مختصر سا خاکه دے رکھا هے - یه کتاب پنجاب یونیورسٹي میں میٹریکولیشن کے نصاب میں شامل هے -

(د) کتبے اور فنون لطیفه

معتبر شہادتوں کا چوتھا گروه سکوں، کتبوں اور اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي کے نمونوں پر مشتمل هے - جہاں تک هرش کے زمانے کے سکوں کا تعلق هے، همارے پاس ان کے بہت کم نمونے موجود هیں - اور یه امر کچھه حیرت انگیز نهیں، کیونکه یوآن چوانگ لکھتا هے،* که بندر گاهوں سے جو اشیاء بر آمد هوتي تھیں، اُن کي خرید و فروخت کا ذریعه تبادلۂ اجناس تھا، اور اندروني تجارت میں سونے چاندي کے سکوں

* یوآن چوانگ-جلد ۱ - صفحه ۱۷۸

کے علاوہ کوڑیاں اور چھوٹے چھوٹے موتي زیادہ استعمال کئے جاتے تھے - کتبوں کے ہمارے پاس تین نمونے موجود ہیں‘ جن میں سے دو تامب پتر ہیں (یعني عطیۂ زمین کي سندات جو تانبے کي تختیوں پر کندہ ہیں) - اِن سے ہمیں مالیہ وصول کرنے کے عام دیہاتي طریق کے متعلق کچھہ واقفیت حاصل ہوتي ہے - اس زمانے کي نقاشي اور سنگ تراشي کے نمونوں کا معاینہ قلمرو نظام کے شمال میں اجنتا‘ اور ریاست گوالیار کے جنوب میں دھار سے کوئي پچاس میل مغرب کي جانب باغ کے غاروں میں کیا جا سکتا ہے - ان ہر دو فنون کي تصاویر کا مجموعہ لندن کي اِنڈیا سوسائٹي (India Society) نے شایع کیا ہے‘ اور بعض تصاویر کا ڈرنگٹن صاحب کی انگریزي کتاب ”ہندوستان قدیم“ (Ancient India) (Codrington's) میں بھي شامل ہیں -

بادشاہ‘ وزیر اور نظام خانہ داري

بان بھٹ کے قصیدہ کا ممدوح خود مہاراجہ ہرش ہے‘ اور سارے قصیدہ میں اُسکے خلاف اسکے سوا کوئي بات نہیں ملتي کہ ہم عصر بادشاہوں اور حلیفوں کے ساتھہ اس کا طرز

عمل کسي قدر تحکمانه هوتا تها* - اس کے زبردست اور مضبوط
کیرکٹر' مختلف مذاهب سے رواداري' بهن سے غایت درجه
کي محبت و عقیدت اور علم ادب' موسیقي اور فنون لطیفه
سے شغف کي تصدیق چیني سیاح نے بهي کي هے - هرش
کو هم حقیقت میں ایک غیر معمولي انسان اور حکمران
تصور کرسکتے هیں' لیکن هرش کے ناٹکوں میں عام بادشاه
کي جو تصویر کهینچي گئي هے' وه اس زمانه کے فرمارواؤں کے
کمزور اور عیاش هونے پر دلالت کرتي هے - ایسے عام بادشاهوں
کي سلطنت کا شیرازه اپنے قیام کے لئے وفادار برهمن وزیروں کے
حسن تدبیر کا مرهون منت هوتا تها' لیکن یهه وزیر بهي
کوتلیا کے ارتهه شاستر کے سیاسي فلسفه کي لغزشوں سے
بالاتر نه هوتے تهے - عام طور پر راجه کي کئي کئي رانیاں هوتي
تهیں' جو اس کے انتقال پر اس کے ساتهه ستي هوجاتي تهیں† -
ان کے علاوه اس کے حرم میں بهت سي کنیزیں بهي داخل
هوتي تهیں - حرم سرا کي حفاظت کبڑے' بونے اور عمر
رسیده آدمي کرتے تهے‡ - بڑي راني عموما زنانه کي نوجوان

* تین مسافر - صفحه ۲۴ -
† پریا درشک - صفحه ۱۷ -
‡ پریا درشک - صفحه ۷۵ -
اس زمانے میں هیجڑے ضرور پائے جاتے هونگے کیونکه اس سے پیشتر منو اور مها بهارت میں بهي ان کا ذکر آتا هے -

اور خوبصورت عورتوں سے بے حد حسد کیا کرتي تھي - لیکن جب ان میں سے کوئي اعلیٰ اور کوئي شریف گھرانے کي ثابت هوجاتي، تو بڑي راني راجہ کو اس سے شادی کرلینے کي رضامندي دے دیتي تھی، اور اُسے اپني سوکن سے مساوات کا برتاؤ کرنا پڑتا تھا -

خواتین اور اُن کے اطوار و عادات

اعلیٰ طبقہ کي عورتوں میں پردہ کا تھوڑا بہت روا تھا - بعض جگھہ رادي کے نقاب کا بھی ذکر آتا ھے* ، اور ڈراما سے یہہ بھي معلوم هوتا ھے کہ جب راجہ نے اپنی راني کو جادوگر کے کرتب دیکھنے کے لئے بلایا تو پہلے سب لوگوں کو کمرے سے باهر چلے جانے کا حکم دیدیا† - راني کي ایك رفیقہ کا ذکر بھي ''علامہ خاتون'' کي حیثیت میں آتا ھے، جو کسي اعلیٰ طبقہ کي عمر رسیدہ عورت تھي، اور شاهی خاندان کے دل بہلانے کے لئے چھوٹے چھوٹے ناٹك یا ایك آدھہ نظارہ (سین) تصنیف کرکے انھیں دکھانے کا اهتمام کیا کرتی تھی‡ -

---

* رتناولي - ایکٹ ۳ - ناگ نند - ایکٹ ۳ -

† رتنا ولي - ایکٹ ۳ -

‡ پریا درشکا - صفحہ ۳۷ -

اُونچے گھرانوں کی دوشیزہ لڑکیوں کو موسیقی، رقص اور سازندگی کے ہنر سکھائے جاتے تھے -

برہمن مسخرہ

شاہی عشق و محبت کی ریشہ دوانیوں کے سلسلہ کا دار و مدار عموماً وِدُوشک یعنی مسخرے کی عنایت پر ہوا کرتا تھا - یہہ مسخرہ اگرچہ ذات کا برہمن ہوتا تھا، لیکن ناٹک میں اسے قابل نفرت شخصیت بناکر پیش کیا جاتا تھا - یہہ حرص و آز کا بندہ تھا، اور معمولی غلام بھی اس کا مضحکہ اُڑاتے تھے* - ایک ناٹک میں برہمن ودوشک کو ایک غلام بری طرح گھسیٹتا ہے، اس کا مقدس زُنّار توڑ دیتا ہے، اور نہایت دریدہ دہنی سے برہمن دیوتا کو "بھورا بندر" کہکر مخاطب کرتا ہے - بان خود برہمن تھا، لیکن اس کے قلم سے بھی ایک جگہہ "چڑچڑے اور لڑاکے برہمن" کے الفاظ موجود ہیں† - نظارہ یہہ تھا کہ یہہ برہمن راجہ کی سواری کو گذرتے دیکھنے کے لئے درختوں پر

---

* ناگ نند - صفحہ ۴۳ -

† ہرش چرت - صفحہ ۲۰۹ -

چڑھہ بیٹھے تھے، اور نیچے کھڑے عصا بردار انھیں اپنے ڈنڈوں سے بے طرح کچوکے دے رہے تھے -

ایوان شاہی

راجہ کی عادات

شاہی ایوان کی دیواریں سفید ریشمی پردے لٹکا کر آراستہ کی جاتی تھیں - فرش پر صندل کے عرق کا چھڑکاؤ کیا جاتا تھا، جس میں سے کثرت کی خوشبو اعلیٰ درجہ کا مشک ملا ہوتا تھا - کیوڑے کی خوشبو استعمال ہوتی تھی - کمرے میں ایک حجرہ سا بنا کر اس میں سفید پلنگ اور جڑاؤ پائیدان رکھا ہوتا تھا، یہاں راجا صاحب ورزش اور دوپہر کے اشنان کے بعد آرام فرماتے تھے - اُس وقت ایک دوشیزہ اپنی "تازہ کنول کی پتی ایسی ہتیلی" سے آہستہ آہستہ ان کے پاؤں سہلایا کرتی تھی - وہ دوسرے ملکوں کے راجاؤں اور وزیروں سے یہیں ملاقات کیا کرتے تھے، اور اُن دوستوں کو بھی یہیں شرف باریابی نصیب ہوتا تھا، جو اپنے رتبہ کے لحاظ سے مقابلتاً تنہائی میں ملاقات کرنے کے مستحق تھے* - ایوان کے بعض

* کادمبری - صفحہ ١٥ -

کمروں کي ديواريں نقش و نگار سے آراستہ ہوتي تھیں - ان کمروں کو چتر شالا کہتے تھے* - ہر با کمال فرمانروا عموماً سحر و ساحري کے فنون سے واقف اور زہروں کے تریاق کا ماہر ہوتا تھا† - لیکن راعي اور رعایا کے تعلقات سے قومي جذبات کي نشوو نما لازمي نہ ہوتي تھي، حتیٰ کہ کسي بیروني دشمن کے حملہ کے آغاز ہي میں زمیندار لوگ مقابلہ کرنے کے بجائے کچھہ عرصہ کے لئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیا کرتے تھے - اگر راجہ کي طبیعت کا رجحان بدھہ مت کے عقاید کے جانب ہوتا، تو وہ شستر باندہ کر اپني رعایا کي حفاظت کے اُس فرض سے غافل ہو جاتا تھا، جو ایک کشتري کي حیثیت میں اس پر عاید ہوتا تھا - اس پر یہي خیال مسلط رہتا تھا، کہ سلطنت کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہانا مہا پاپ ہے‡ -

شہر اُجین

اب ہم ہرش کے دارالحکومت اُجین کي اُس تصویر کو لیتے ہیں، جو بان نے الفاظ میں کھینچي ہے -

---

* پریا درشک - صفحہ ٥٥ -
† پریا درشک - ایکٹ ۲ -
‡ ناگ نند - ایکٹ ۳ -

اُجین ایک با رونق اور خوش و خرم شہر تھا' جو اپنی مرکزی حیثیت کی وجہ سے جنوبی اور مغربی ہندوستان کی دولت پر حاوی تھا - اس کے گرد ایک گہری خندق تھی' اور حفاظت کے لئے مضبوط فصیل بنی ہوئی تھی' جو چونا مٹی سے سفید نظر آتی تھی - متعدد مقامات پر نیلے آسمان پر باتیں کرتے ہوئے اونچے بُرجوں کا تصور بھی بان کے بیان سے بندھ سکتا ہے - بازار تجارتی مال سے بھرے ہوئے تھے - موتی' مرجان اور زمرد کی خرید و فروخت عام تھی - شہر کی تصویر گاہوں کی دیواریں دلفریب نظاروں کے نقش و نگار سے مزین تھیں - اِن تصویروں کے نفس مضمون کا اندازہ ان تصاویر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے' جو اجنتا اور باغ کے غاروں میں اب تک موجود ہیں - دیواروں پر تصویریں دو قسم کی بنائی جاتی تھیں - ایک وہ جنمیں پانی کے رنگ تیل کے بغیر پلستر سوکھنے سے پہلے بھرے جاتے تھے' اور جنکو اطالوی زبان میں فریسکو (Fresco) کہتے ہیں - دوسری وہ جو رنگوں کے ساتھہ تیل کے بجائے کوئی اور مرغن شے مثلاً انڈے کی زردی ملاکر پلستر پر لگائی جاتی تھیں - اِس ترکیب کو اطالوی میں ٹیمپرا (Tempera) کہتے ہیں - مضامین اور نظارے دیوتاؤں' راکششوں'

ناگوں اور دوسری پُرانک هستیوں کے هوتے تھے، مگر روز مرہ زندگی کے نقوش خال خال هی نظر آتے تھے - هرش کے زمانے میں زیادہ تر شیو جی کی پوجا هوتی تھی، جنهیں اس زمانے کے ناٹکوں اور افسانوں میں نمایاں حیثیت حاصل هے - چوراهوں پر مندر تھے، جن پر سفید جھنڈے لهراتے نظر آتے تھے - عشق کے دیوتا کامدیو کی بھی پرستش هوتی تھی - اس کے جھنڈے پر مچھلی کی تصویر بنائی جاتی تھی - بہار اور خزاں کے موسم میں لوگوں کے خاص تہوار منانے کا بھی ذکر ناٹکوں میں آتا هے - ان تہواروں میں عوام کافی آزادی سے کام لیتے تھے، اور خوب شور و شغب هوتا تھا، جو موجودہ زمانے میں هولی کے تہوار سے بہت کچھ ملتا جلتا هے - گھنٹوں کی خوشگوار ٹن ٹن سنائی دیا کرتی تھی، اور خاص خاص اطلاعات مثلاً راجہ صاحب کی تشریف آوری اور مراجعت کا اعلان ناقوس کی صدا سے کیا جاتا تھا - مقدس کتابوں کے منتروں کے جاپ کی پیاری اور سریلی آواز اکثر کانوں میں پهونچتی تھی - بہت سے باغ باغیچے تھے، جو هر وقت چرس یا ڈول سے سیراب هوتے رهتے تھے - کوؤں پر پختہ تھڑے موجود تھے، اور غالباً تہ خانے بھی هوتے تھے - ان تہ خانوں میں جانے کے لئے زینے هوتے

تھے، جیسے آج کل باؤلیوں میں پائے جاتے ھیں - اِرد گرد
مفصلات ھیں گھنے درختوں کے تاریک جھنڈ تھے - دریاے
سپرا جو چنبل کا ایک معاون ھے، شہر کے پاس سے ھوکر
بہتا تھا، اور گرد و نواح کی سر زمین میں کنول کے پھولوں
سے ڈھکی ھوئی، بہت سی جھیلیں بہار دکھاتی تھیں* -

لوگوں کی طرز زندگی

اُجین کے باشندے، جیسا کہ اِس دولتمند شہر کے لوگوں
کو ھونا چاھئے تھا، نہایت زندہ دل اور خوشباش تھے - انھیں اپنے
تعمیرات عامہ کے نمونوں پر بڑا ناز تھا، جو کوؤں، پُلوں، مندروں
اور تفرج گاھوں پر مشتمل تھے - شاھراھوں پر مویشیوں کو
پانی پلانے کے لئے چھپر بنے ھوئے تھے - دھارمك ودیارتھیوں
کے لئے دار الاقامۃ اور عوام کے لئے جلسہ گاھیں تعمیر کر رکھی
تھیں - اُجین والوں کے لئے سمندر کے بہترین خزانے شہر کی
جانب کھنچے چلے آتے تھے - بان بھٹ کے عجیب و غریب
الفاظ میں یہ لوگ " اگر چہ بہادر تھے لیکن بے حد خلیق،
زبان کے میٹھے تھے لیکن راستگوئی کا دامن ھاتھہ سے نہ چھوڑتے
تھے، حسین و جمیل تھے، لیکن گناہ کی آلایش سے پاک،

---

* کادمبری - صفحہ ۲۱

مہمان نواز تھے لیکن مہمانوں سے تحفہ تحائف کی خواهش نہ رکھتے تھے، اگر چہ دولت اور محبت کے پجاری تھے، لیکن حد درجہ کے انصاف پسند'' انھیں فنون لطیفہ سے از حد شغف تھا - ان کی گفتگو لطائف و ظرائف سے پر ہوتی تھی - پوشاک شاندار اور بے عیب پہنتے تھے - انھیں غیر ملکی زبانوں میں دسترس حاصل تھی، اور نسانوں، پوتر اتہاس اور پرانوں کی کتھا کے شوقین تھے - مگر اس کے ساتھہ ھی جواري بھی پکے تھے* - مینا اور طوطے بڑے شوق سے پالتے تھے - ھودج سے سجے ھوئے یا بلا عماري هاتھی کثرت سے پائے جاتے تھے، اور گھوڑے بھی ھر جگھہ نظر آتے تھے - بان کی اس لفظی تصویر کی تصدیق اُن تصویروں سے بھی ھوتی ھے، جو غاروں میں موجود ھیں -

دیہات، جنگل، آشرم اور چنڈالوں کی فرودگاھیں

ملک کی آبادي گنجان نہ تھی - اِس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، کہ سڑکوں وغیرہ کا کوئی قابل تعریف انتظام موجود تھا - بہت سا رقبہ جنگلوں سے پٹا پڑا تھا، جن میں ھاتھیوں کی کثرت تھی '' سیکڑوں شیر ببر

---

* کادمبري - صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲

دھاڑتے پھرا کرتے تھے جنگلوں میں سنیاسیوں کے آشرم اور پشچاتاپ کے لئے تپوبن تھے - ایسے مقاموں پر شکار کے دوران میں اکثر راجہ مہاراجہ اُترا کرتے تھے - سنیاسیوں کے آشرم صنف نازک کے اثر سے خالی نہ تھے - ناٹکوں میں راجاؤں کی اکثر عاشقانہ ریشہ دوانیوں کا مرکز کوئی اعلیٰ گھرانے کی دو شیزہ ہوتی ہے، جس نے کسی سنیاسی مہاتما کی دھرم پُتری کی حیثیت میں اپنی ہی صنف کی بہت سی سہیلیوں میں پرورش پائی ہوتی ہے -

بان نے ایک بڑی عجیب وحشی آبادی کا ذکر کیا ہے - یہ چنڈالوں کی ایک فرود گاہ تھی، جسے بان بھٹ نے دنیا بھر کی بدعنوانیوں کا گہوارہ لکھا ہے - چنڈالوں کے لڑکے شکار کھیلنے، کتوں کی ڈوریاں کھینچنے اور چھوڑنے، باز سِدھانے، جال کی مرمت کرنے، ہتیار سجانے اور مچھلیاں پکڑنے میں مصروف نظر آتے ہیں - ان کے جھونپڑے بانس کے گھنے جنگلوں میں پوشیدہ ہوتے تھے - احاطوں کی حدود کھوپریوں کے خرمنوں سے بنی ہوتی تھیں - راستوں میں جو کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ہوتے تھے، ان میں ہڈیاں کثرت سے پائی جاتی تھیں - جھونپڑے کے صحن میں خون، چربی اور گوشت کے لوتھڑوں کی کیچڑ سی ہوتی تھی - ان کا ملبوس بھدے سے جنگلی

ریشم کا ہوتا تھا، اور بستر کی جگھہ یہ لوگ خشک کھالیں استعمال کرتے تھے - ان کے گھروں میں سنتری کا کام کتوں سے لیاجاتا تھا، اور یہ لوگ گایوں پرسوار ہوتے تھے - اس وحشت انگیز لفظی تصویر کا لب لباب بان نے اس مختصر مگر پُرمعنی فقرہ میں ادا کردیا ہے، کہ "یہ جگھہ تمام جہنموں کا نقشہ تھی*" - شاید یہ لوگ ان جرائم پیشہ قبائل کے آباواجداد تھے، جن کی فرودگاہیں آج کل بھی ہندوستان میں پائی جاتی ہیں - البتہ ان لوگوں پر آج کل کی سی پابندیاں عاید نہ تھیں، اور معلوم ہوتا ہے، کہ وہ مقابلتاً خوش حال اور فارغ البال تھے - یا شاید وہ ان قبائل کے نمائندے ہوں، جن کا بہت بڑا حصہ رفتہ رفتہ عام آبادی میں گُھل مل چکا ہو -

شِو جی کا اُپاسک

ہرش چرت میں ایک شیَوتپسوی کی شکل وصورت اور لباس کا مفصل بیان موجود ہے، جس کا مطالعہ ہمارے لئے کار آمد ہوگا - اس کے ساتھہ جوگیوں کا ایک جمگھٹ تھا - وہ صبح سویرے اٹھہ کر اشنان کرتا،

---

* کادمبری - صفحہ ۲۰۴

آٹھوں مقررہ طریقوں پر پھولوں کي بھینٹ چڑھاتا اور ھَوَن کا اھتمام کرتا تھا - زمین پر گائے کے تازہ گوبر کا چوکا دیا جاتا تھا - تپسوي شیر کي کھال کے آسن پر بیٹھتا تھا ' جس کے گردا گرد بھبوت کي ایک لکیر مینڈ ایسي بني ھوتی تھی - تن ڈھانکنے اور سردي سے بچنے کے لئے وہ ایک سیاہ اُونی چولا استعمال کرتا تھا - اپنے بالوں کو اُوپر کی جانب اِکٹھے کرکے گرہ دے لیتا تھا ' اور اس کي جٹاؤں سے مالا کے گول گول منکے لٹکتے نظر آتے تھے - عمر پچپن سال کے قریب ھو گي - سر کے کچھہ بال سفید ھو گئے تھے ' اور چندیا کہیں کہیں سے گنجي نظر آتي تھي - کان بالوں سے ڈھک رھے تھے - مستک چوڑا تھا ' اور اِس پر بھبوت کا تلک لگا رکھا تھا ' - کبھي کبھي وہ تیوري چڑھا لیتا تھا - اس کي لمبی لمبي آنکھیں زردي مائل تھیں ' اور ان کے گوشوں میں لال لال ڈورے دکھائي دیتے تھے - اس کی ناک کا سرا گرڑ پنکھی کی چونچ کی طرح مڑا ھوا تھا - دانت گرنے شروع ھو گئے تھے ' لیکن جو باقی تھے ' وہ "شو مہاراج کی کلغی کی مانند سفید تھے' وہ شو مہاراج جو ھروقت اس کے دل کے سنگھاسن پر براجمان رھتے تھے" - اس کا ھونٹ ذرا نیچے کو لٹکا ھوا تھا - لمبے لمبے کانوں میں بلوري مندرا شوبھا دے رھی تھیں - ایک

بازو میں لوہے کا کنگن پہن رکھا تھا ' اور جڑی بوٹیوں سے مرکب ایک تعویذ بندھا ہوا تھا - داہنے ہاتھ سے مالا جپتا رہتا تھا - اس کے سینے پر لٹکتی ہوئی لمبی داڑھی گویا ایک جھاڑو تھی ' جو سینے کو خواہشات کے گرد و غبار سے پاک و صاف کر رہی تھی " - لنگوٹ پوتّر کتان کا بنا ہوا سفید تھا - اس کے پاؤں کے تلوے ملائم اور سرخ تھے ' اور وہ ہر وقت کھڑاؤں پہنے رہتا تھا ' جو بالکل سفید اور پانی سے ڈھلی ہوئی تھیں - اس کے پاس بانس کا ایک ڈنڈا تھا ' جس کے سرے پر لوہے کا سوا لگا ہوا تھا - بات چیت بہت کم اور آہستہ آہستہ کرتا تھا ' اور ساتھ ہی مسکراتا جاتا تھا - اس کے متین اور فرسودہ چہرے پر رحم دلی اور دانائی کی جھلک نظر آتی تھی - اس کی فیاض صورت سے صداقت و پاکیزگی ' صبر و استقلال اور روحانی مسرت ٹپکتی تھی - بان بھٹ کے الفاظ میں " یہ ہے مہاتما بھیرو چاریہ کی تصویر " جو سچ مچ شوجی کا اوتار تھے* " -

اس قسم کی بہت سی لفظی تصویریں موجود ہیں ' لیکن ہم صرف دو اور تصویروں کے سرسری معاینہ پر اکتفا کرینگے - ایک تو یہ ' کہ راجہ کے گھر میں فرزند تولد ہونے پر کس طرح

---

* ہرش چرت - صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ -

جشن منایا جاتا تھا ' اور دوسرے وندھیاچل میں ایک دوردست گاؤں کا جو نقشہ بان نے کھینچا ہے ' اُس پر سرسری نظر ڈالینگے -

راجکمار کی تولید پر جشن تہنیت

جب راجہ کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ہوتا ' تو یہ مژدۂ جاں فزا شہر کے تمام لوگوں تک پہنچادیا جاتا ' اور وہ دل کھول کر خوشیاں مناتے تھے - اس وقت بے جان چیزوں میں بھی مسرت و انبساط کی ایک لہر دوڑتی نظر آتی تھی - اُسی وقت نرسنگھوں میں سے کسی کے بجائے بغیر بلند اور سریلی آواز خود بخود نکلنے لگتی تھی ' ڈھول اور مردنگ آپ سے آپ زور زور سے بجنے لگتے تھے ' گویا بے کہے سنے خود اپنی رضا و رغبت سے خوشیاں منانے لگتے تھے - گھوڑے اپنے ایال ھلا ھلا کر جوش مسرت سے ھنہناتے تھے - ھاتھی اپنی سونڈ اُوپر اٹھاکر اس جشن عام میں حصہ لیتے تھے - ھولی کی طرح آگ کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہوتے نظر آتے تھے - برھمن دیوتا سفید لباس پہنے ' ویدمنتروں کا جاپ کرتے ننھے راجکمار کو اشیرباد دینے آتے تھے - خاندان کے بڑے بوڑھے جلد جلد شاھی محل میں جمع ھونے لگتے - اس تقریب سعید پر

بہت سے قیدي آزاد کئے جاتے ' اور وہ اپني لمبی لمبی گرد آلودہ ڈاڑھیاں ہلاتے اُچھلتے کودتے ہجوم میں جا شامل ہوتے - مسرت و شادمانی کے اس جوش و خروش میں شاہی محل کا سارا نظام درہم برہم ہوجاتا - خلقت کا ہجوم عصا برداروں کی ذرابھی پروا نہ کرتا - لوگ رنواس تک جاپہنچتے تھے - اس وقت آقا اور غلام ایک ہی سطح پر نظر آتے ' بچے بوڑھے کی کوئی تمیز نہ رہتی ' عالِم اور جاہل دوش بدوش دکھائی دیتے ' با ہوش اور بدمست میں کوئی فرق نہ رہتا ' امیر زادیاں اور عام کوچہ گرد عورتیں ایک ہی انداز میں قہقہے لگاتی دکھائی دیتیں - غرض شہر کا شہر دنیا و مافیہا سے بے خبر رنگ رلیاں مناتا نظر آتا تھا - ہمسایہ راجاؤں کی رانیاں ہزاروں کی تعداد میں اپنے پیچھے خادموں اور ماماؤں کے سروں پر بے شمار تحفے لوائے شاہي محل کي طرف آتي دکھائي دیتي تھیں - شراب خانوں سے بادۂ گلرنگ کے فوارے چھوٹنے لگتے تھے' اور لوگوں کا بے مہار ہجوم بے جھجک بیہودہ چھیڑ چھاڑ کرتا اور بے روک ٹوک اُودھم مچاتا پھرتا تھا - سب لوگ ایسے بیہوش و بے خود ہو جاتے تھے' جیسے پاگلوں کا تہوار منایا جا رہا ہو' کیونکہ یہ راجکمار کی تولید سعید کا دن تھا* -

---

* ہرش چرت - صفحہ ۱۱ لغایت ۱۱۲ -

کوہ وندھیاچل میں ایک گاؤں

کوہ وندھیاچل کے جنگلی گاؤں کے گرد دُور دُور تک جنگل پھیلے ہوئے تھے - یہاں بڑ کے دیوسار درخت نظر آتے تھے' جن کے گرد خشک شاخوں سے گایوں کے لئے باڑے بنا رکھے تھے - شیر اکثر چھوٹے موٹے بچھڑوں پر حملہ کر کے انھیں مار ڈالا کرتا تھا' اس موذي کو پھانسنے کے لئے جھلائے ہوئے کسانوں نے پھندے لگا رکھے تھے - جنگلوں میں کہیں کہیں دھانوں کے کھیت' کھلیان' اور فصلیں نظر آتي تھیں - کاشت بہت کم ہوتي تھي' اور زیادہ تر کھیتوں کو پھاوڑے سے کھود کر بیج بویا جاتا تھا - کھیتوں میں اُونچے اُونچے مچان بنا رکھے تھے' جہاں سے لوگ فصل کي حفاظت کرتے تھے' اور جنگلي جانوروں کو آتے دیکھہ کر ڈرا دھمکا کے بھگا سکتے تھے - سڑک پر کے درختوں سے چھوٹي چھوٹي منڈھیاں بنائي ہوئي تھیں - ان میں لکڑي کي تپائیوں پر پاني کے برتن رکھے ہوئے تھے - یہاں سورج کي تپش سے بڑا آرام ملتا تھا - کہیں کہیں لوہاروں نے کوئلہ تیار کرنے کے لئے بھٹیاں بنا رکھیں تھیں' جن میں لکڑي کے انبار جل رہے تھے - گاؤں کے لوگ بڑے بڑے کلھاڑے کندھوں پر رکھے اور کھانے کے برتن گلے سے لٹکائے ایندھن جمع کرنے آیا کرتے تھے - کبھي ان کے آگے

قوي هيكل بيلوں کي جوڑياں بھي هوتي تھيں - شکاري اور چڑيمار هاتھوں ميں جال اور پنجرے لئے اپنے شغل کي دھن ميں پھرا کرتے تھے - لوگ هر قسم کي جنگلي پيداوار مثلاً شہد، مور کي دُم کے پر اور موم وغيرہ جمع کر کے گاؤں ميں لے آتے تھے - عورتيں جنگلي پھلوں کے ٹوکرے سروں پر دھرے چلي آتي تھيں - گڈّوں کے احاطے بھي تھے، جن کي پرداخت بڑي احتياط سے کي گئي تھي، اور اِرد گرد باڑ لگا رکھي تھي - اِدھر اُدھر جہاں ديکھو کالے هرن چوکڑياں بھرتے نظر آتے تھے - گاؤں والوں کي جھونپڑياں بانس اور کانٹے دار جھاڑيوں کے درميان ايک دوسرے سے دور دور تک پھيلي هوئي تھيں - زمين ميں کھونٹے گاڑ کر چھوٹے بچھڑوں کو ان سے باندھ رکھا تھا - مرغوں کي اذان سے بکھرے هوئے گھروں کے محل وقوع کا پتہ چلتا تھا - ديواريں بانس کے پتّوں، شاخوں اور گھاس پھونس سے بني هوئي تھيں - ان ميں کہيں کہيں رنگ کے چھينٹے بھي نظر آ جاتے تھے - لوگوں نے چھوٹے چھوٹے جانور مثلاً جنگلي بِلّياں، سدھائے هوئے سانپ اور نيولے بڑي محبت سے پال رکھے تھے - اس سے اندازہ هو سکتا هے، کہ ان ديہات کي طرز زندگي اور جنگلي زندگي ميں کس قدر يگانگت تھي* -

---

* هرش چرت - صفحہ ۲۲۵ لغايت ۲۲۹

نسلیں اور لباس

ادبی نقّاش کے قلم سے نکلے ہوئے اِس مرصّع بیان کو چھوڑ کر ہم اُن اقتصادی کوائف کا مطالعہ کرینگے، جو چینی سیاح کے سفر نامہ میں سے مقابلتاً سادہ عبارت میں اخذ کئے جا سکتے ہیں - لیکن اس سے پہلے چند ایسے امور کی طرف توجہ کرنا مفید ثابت ہوگا، جو اُس زمانے کی سنگ تراشی اور نقاشی سے واضح ہوتے ہیں - اجنتا کے غار* میں (جس کی تاریخ چھٹی سے ساتویں صدی عیسوی تک شمار کر سکتے ہیں) کھدائی کا نہایت دلکش کام موجود ہے، جو ستونوں کے بالائی حصوں کی تختیوں پر کیا ہوا ہے - یہ کام اِس قدر بلندی پر ہے، کہ اِس کی شکلوں پر عام سیاحوں کی نظر بہت کم پڑتی ہے - نسوانی شکلوں کے خط و خال اور قد و قامت قریب قریب یونانی ہیں - بعض دوسرے غاروں میں اکثر چہروں کی شکل و شباہت اور سر کا لباس ایرانی بھی ہے - کیا یہ کام یونانی یا ایرانی نمونوں کے مطابق تیار کیا گیا تھا؟ مہاتما بُدھ یا بودھی ستو اور ہاتھ میں پھول لئے ہوئے اِندر دیوتا کی تصویروں کے ہلکے

---

* کاٹرنگٹن - تصویر ۳۵ -

اور نفیس* خطوط سے معلوم ہوتا ہے، کہ اُس زمانے میں مصوری کا فن نفاست کے اعتبار سے کس عروج پر پہنچ چکا تھا - ایک تصویر میں سیاہ گھنگریالے بالوں والا راجکمار اشنان کرتا دکھایا گیا ہے† - وہ ایک چوکی پر بیٹھا ہے، اور خادم اُس پر برتنوں میں سے پانی ڈال رہے ہیں - اِس تصویر سے بان بھٹ کی لفظی تصویر کی خوب تشریح ہوتی ہے - باغ کے غاروں میں گویا عورتوں کے دو گروہوں کی تصویریں ہیں،‡ جو ترکیب تصویر پر انتہائی قدرت، ہاتھوں اور چہرے کے نہایت نفیس اور دلکش نقوش اور بحیثیت مجموعی ہو بہو تصویر اُتار نے کے فن کے اعلی معیار پر دلالت کرتی ہیں - یہ بات بھی قابل ذکر ہے، کہ چہروں کی رنگت ایک دوسرے سے مختلف ہے - گورے چٹے سے لیکر کالے بھجنگ تک ہر رنگ کے چہروں کی تصویریں موجود ہیں - اسی طرح خط و خال اور سر کے لباس میں اختلاف ہے - تصویروں میں جو کپڑے پہنا رکھے ہیں، ان میں بھی کمی بیشی پائی جاتی ہے - قریبا عریاں سے لیکر اُن پورے ملبوس میں بنی ہوئی تصویروں

---

* اجنتا - تصویر ۱۱

† اجنتا - تصویر ۱۲

‡ باغ - تصویر د ر ۲

تک موجود ھیں، جو اِن دونوں گروھوں کے مرکزوں میں نظر آتی ھیں - معلوم ھوتا ھے، اس وقت تک ھندوستان کي آبادي میں نسلی اختلاط نے ابھي مستقل صورت اختیار نہ کي تھی - علم ادب اور روایات کي صورت میں جو شہادت دستیاب ھوتی ھے، اُس سے بھي ھم یہي نتیجہ اخذ کر سکتے ھیں -

انواع حقیت اراضي

جن اقتصادي کوائف کا ضمناً ذکر ھو چکا ھے، ان کے علاوہ بعض مزید حالات مختصراً بیان کئے جا سکتے ھیں - مادھوبن (ضلع اعظم گڑھہ) کے عطیہ کا جو پٹہ تانبے کي تختي پر کندہ ھے،* اس سے پانچ قسم کے محاصل کا پتہ چلتا ھے، جو دیہات میں زمین کے قابضوں کو ادا کرنے پڑتے تھے، یعني (۱) تُلامایا، (۲) پیدا وار کا ایک مقررہ حصہ، (۳) نقد رقم، (۴) ذاتي خدمات، اور (۵) دیگر محاصل - تلامایا سے کیا مراد ھے؟ غالبا یہ تلائي سے ملتي جلتي کوئي رسم ھوگي، جو آج تک پراني روش کي دیہاني منڈیوں میں رائج ھے - ھمارے لئے یہ کہنا مشکل ھے، کہ پیدا وار

* ایٹنگ ھوزن - صفحہ ۱۴۹

کا حصہ، نقد روپیہ اور ذاتي خدمات تینوں کي تینوں ہر قابض اراضي کو بہ یک وقت ادا کرني پڑتي تھیں یا مختلف قسم کي زمینوں سے قسم وار تینوں میں سے کوئي چیز وصول کي جاتي تھي - اغلب یہي ہے، کہ کسي خاص حقیت اراضي پر ان میں سے کوئي نہ کوئي قابل ادا ہوگي ' لیکن ساتھ ہي گاؤں میں یا بحیثیت مجموعي تمام دیہات میں سب کي سب مروج ہونگي - دیگر "محاصل" کي وسیع اِصطلاح میں ممکن ہے وہ مختلف قسم کي رقوم ابواب یا سوائي بھي شامل ہوں، جو آج تک دیہات میں وصول کي جاتي ہیں -

دیگر محاصل حکومت

یؤان چوانگ لکھتا ہے، کہ ہندوستان پر محاصل کا بوجھہ چین کي نسبت ہلکا تھا، اور حکومت بھي سخت اور جابر نہ تھي - لیکن پھر بھي وہ اپنے وطن کو ہندوستان سے بدلنے پر راضي نہ تھا - ہندوستان میں خاندانوں کا اِندراج رجسٹروں میں نہ ہوتا تھا، اور لوگوں کو جبري مزدوري یا بیگار بھي نہیں کرني پڑتي تھي - ظاہر ہے، کہ اس نے کلي یا جزوي ذاتي خدمات متعلقہ اراضي کو جبري

مزدوري میں شامل نهیں کیا - شاهي مقبوضات چار حصوں میں منقسم هوتے تھے، ایک حکومت کے معمولي اخراجات اور حکومت کي طرف سے جو پوجا پات کا اهتمام هوتا تھا اُس کے لئے، ایک اعلی سرکاري عهده داروں کي جاگیروں کے لئے، ایک اعلی دماغي قابلیت پر انعام و اکرام کے لئے، اور ایک مختلف مذهبي فرقوں کو تحفه تحائف دینے کے لئے - شاهي کاشتکاروں سے پیداوار کا چھٹا حصه لگان کے طور پر لیا جاتا تھا - اراضي کے عطیات کا بهت رواج تھا، اور سرکاري عهدهداروں کو تنخواه کے بجائے عموما جاگیریں دي جاتي تھیں* -

پیداوار : اطوار اور رسوم

چُنگي کا محصول رائج، تھا اور معابر پر سے تجارتي مال گزارتے وقت بھي خفیف سا محصول ادا کرنا پڑتا تھا - کھیتوں میں دھان اور گیهوں کثرت سے پیدا هوتے تھے - ان کے علاوه سرسوں، خربوزه اور کدو کي کاشت بھي هوتي تھي - لوگوں کي عام خوراک دودھ، گھي، شکر، چپاتي اور بھنے هوئے اناج پر مشتمل تھي، اور سرسوں کا تیل بھي استعمال کیا

---

* یؤان چوانگ - جلد ۱ صفحه ۱۷۶ و ۱۷۷ -

جاتا تھا - مچھلی، بھیڑ اور ھرن کا گوشت بھی لذیذ کھانوں کے طور پر استعمال ھوتا تھا - پینے کے لئے مختلف ذاتوں کے لئے مختلف اشیاء مخصوص تھیں، جن میں سے ویش لوگ ایک تیز اور مقطّر منّشی عرق پیتے تھے - یہاں کے لوگ ھاتھہ سے کھانا کھاتے تھے، چینیوں کی طرح چمچہ اور بانس کی چمٹی سے کام نہ لیتے تھے - البتہ بیماری کی حالت میں تانبے کے چمچے استعمال کئے جاتے تھے* -

بیماری اور موت

بیماری کی حالت میں سات دن کے لئے مریض کی خوراک بند کردی جاتی تھی - اگر اس فاقہ سے مرض دور نہ ھوتا، تو پھر دوا دارو شروع کرتے - غالبا اُس وقت بھی آج کل کی مانند جنہیں خدا نے دے رکھا تھا، وہ ضرورت سے زیادہ کھا لیتے تھے، اور جن بیچاروں کا گزارہ ھی مشکل سے ھوتا تھا، وہ قوت لایموت کو بھی ترستے تھے - مردے کی نعش یا تو جلا دیتے تھے یا دریا میں بہا دی جاتی تھی، اور یا اُسے یونھی جنگلی جانوروں کا پیٹ بھرنے کے لئے پھینک دیتے تھے - برھمنی

---

* یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷٦ لغایت ۱۷۸ -

مذهب کے پیرو اپنے مُردوں کا ماتم رو پیٹ کر کیا کرتے تھے - لیکن بدھ مت والوں میں اِس کا رواج نہ تھا * - دونوں مذاہب والوں کا تناسب مختلف مقامات پر مختلف تھا - اکثر جگہ یہ برابر برابر بھي ہوتے تھے -

جرائم : ذات پات

مجرموں کو بڑی سخت سزائیں دیجاتي تھیں' لیکن جرائم کي کثرت نہ تھي - مجرم کو معاشرتي دائرہ سے خارج کر دیتے تھے' اور عمر بھر کے لئے قید کر دیا جاتا تھا - مجلسي اخلاق کے خلاف عمل کرتے اور حکومت یا باپ سے غداري کے مجرم کا کوئي عضو مثلاً ناک' ایک کان' ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کاٹ ڈالتے تھے' یا اُسے جِلاوطن کر دیا جاتا تھا - بعض جرائم کي سزا فریق ثاني کي رضامندي سے جرمانے ہي تک محدود رہتي تھي - ملزم کے مجرم یا بیگناہ ہونے کا فیصلہ کرنے کے لئے مختلف آزمائشیں بھي مقرر کر رکھي تھیں' مثلاً اگر ملزم پاني میں پھینک دینے پر ڈوبنے سے بچ جائے' تو اُسے جرم سے بري سمجھہ لیا جاتا تھا - اِسي طرح

* یژان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۴ و ۱۷۵ -

ترازو، آگ اور زهر سے بهي مدد لي جاتي تهي* - مشهور چار ورنوں کے علاوہ ملک میں بے شمار مخلوط ذاتیں موجود تهیں† -

هندوستانی اخلاق واطوار

یه تفصیلات کچه بهت مکمل نهیں هیں، لیکن ان سے چیني سیاح کے خیالات کا اظهار هوتا هے، اور ان خیالات کے لئے وہ همارے شکریه کا مستحق هے، اُسنے هندوستانی اخلاق کے اندازہ میں بهي بڑي فراخدلي سے کام لیا هے - ان امور کے متعلق هندوستاني علم ادب سے جو شهادت دستیاب هوتي هے، وہ چونکه خود اهل ملک کي طرف سے هے، اِس لئے مقابلتاً زیادہ مکمل اور مفصل هے -

---

* یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحه ۱۷۱ و ۱۷۲ -

† یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحه ۱۶۸ -

لکچر سویم

(دسویں اور گیارھویں صدي عیسوي)

اسناد و شواھد

ھند وسطیٰ کے دوسرے دور پر غور کرتے وقت، جو قریبا دسویں اور گیارھویں صدي سے شروع ھوتا ھے، ھم بان بہت ایسے فسانہ نگار کي کھینچي ھوئي لفظی تصاویر کي مدد سے محروم رھینگے - بخلاف اس کے ھمیں ھندوستاني خیالات کے متعلق مسلم فلسفي اور ریاضي دان البیروني کے متین بیان سے کام لینا ھوگا - البیروني نے یہ حالات قریباً (سنہ ۱۰۳۰ع) میں قلمبند کئے تھے، اور وہ محض اتفاقیہ طور پر بعض ایسے کوائف و رسوم کا ذکر کرگیا ھے، جن سے ھندوستان کي معاشرتي زندگي پر روشني پڑتي ھے - اس کے علاوہ مسلمان جغرافیہ دانوں اور مؤرخوں کي تصنیفات میں بھي ھندوستان کا کچھہ حال ملتا ھے - لیکن یہہ کچھہ غیر مسلسل سا ھے، کیونکہ سندہ پنجاب اور ساحل بحر سے آگے

مسلمانوں کو بہت کم دخل حاصل تھا - تاہم دیگر ذرائع سے حاصل کي ہوئي واقفیت کي توضیح و تکمیل میں ان سے بہت کچھہ مدد ملتي ہے - ادب ڈراما میں ہمارے پاس راج‌شیکھر کا ناٹك کپور منجري موجود ہے، جس کي تاریخ تصنیف قریباً سنہ ۹۰۰ع معین کي جاسکتي ہے - اس کے علاوہ راج‌شیکھر کي چند اَوْر تصنیفات بھي ہیں، جو اگرچہ اِس قدر مفید نہیں، مگر کار آمد ضرور ہیں - کپور منجري کا ناٹك تمام و کمال پراکرت میں ہے - اس کے متن کا مطالعہ ہم ستین کونو (Sten Konow) کے تیار کردہ قابل تعریف ایڈیشن میں کرسکتے ہیں - متن کے علاوہ اِس میں سي-ایچ لانمین (C. H. Lanman) کے قلم سے انگریزي ترجمہ بھي موجود ہے - غالباً آپ کو معلوم ہوگا، کہ اس کا ایك ہندي ترجمہ بھي بنارس سے شائع ہوا تھا، جو ہندي کے مشہور و معروف ودوان پنڈت ہریشچندر نے سنہ ۱۹۳۹ع بکرمي سنہ ۱۸۸۳ع میں کیا تھا - جہاں تك کتبوں کا تعلق ہے، ان کي خاصي تعداد جمع کرلي گئي ہے، اور ان کي ترتیب و تشریح کے متعلق بھي کچھہ کام ہوچکا ہے - ان کا مطالعہ کرنا چاہو، تو کتبات ہند (Epigraphia Indica) کي ضخیم جلدیں موجود ہیں یا انڈین اینٹکوري (Indian Antiquary) یا

ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) کی شاخ بمبئی ' اور خود رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن یا اُن دوسری علمی انجمنوں کے رسائل وجرائد سے ہوسکتا ہے ' جو مشرقی ممالک میں دلچسپی لے رہی ہیں - سوم دیو کا کتھاسرت ساگر قریباً سنہ ۱۰۷۰ع میں لکھا گیا تھا - اِس فسانوں کے مجموعہ میں قدیم زمانہ کے متعلق بھی عام قصہ کہانیوں اور علم ادب سے اخذ کیا ہوا بہت سا مصالحہ موجود ہے ' لیکن فسانوں کے انداز بیان سے خود اِس دور کی معاشرتی زندگی کے متعلق بھی کافی اشارات مل جاتے ہیں اس زمانہ کی نقاشی ' مصوری اور فن تعمیر کا مطالعہ بہترین طریق پر ایلیفنٹا اور ایلورا کے غاروں یا چندیل راجپوتوں کے مندروں اور عمارتوں میں ہوسکتا ہے - جن کے نہایت نفیس نمونے اب تک ریاست کھجراہ واقع بُندیل کھنڈ میں موجود ہیں - پوری میں جگن‌ناتھ جی کا مندر سنہ ۱۱۵۰ع کے قریب تعمیر ہوا تھا - اِس میں سنگ تراشی کے بعض نمونے اگرچہ بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں ' تاہم اِن سے کچھہ ایسی تحریکات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ' جن کا آغاز دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی میں ہوا تھا -

زبانیں

پراکرتیں اور عام بول چال کی زبانیں

پنڈت ہریشچندر کہتے ہیں، کہ کپور منجری ناٹک خالص پراکرت میں لکھا گیا تھا - خود اُن کے الفاظ بھی سُن لیجے - لکھتے ہیں، "یہ ناٹک شدہ پراکرت بھاشا میں راج شیکھر کبی کا بنایا ہوا ہے" - لیکن زمانۂ حال کے یوروپین مؤرخوں نے ثابت کر دیا ہے، کہ راج شیکھر کے زمانے میں سنسکرت اور پراکرت دونوں مردہ زبانیں تھیں، وہ اپنے ناٹکوں میں سور سینی اور مہاراشٹری پراکرت مخلوط صورت میں استعمال کرتا ہے - اس کے زمانے (دسویں صدی) میں ہندوستان کی واقعی بول چال کی زبانیں سر اٹھارہی تھیں، اور وہ ایسی زبانوں مثلاً مرہٹی کے الفاظ اکثر استعمال کر جاتا تھا* - وہ خود بھی مہاراشٹری کا ایک برہمن تھا، لیکن قنوج کے دربار میں جاکر وہاں کے راجہ کا گرو مقرر ہوگیا تھا - بول چال کی جدید زبانیں اس زمانہ میں معرض وجود میں آنے لگی تھیں، اور اس وقت تک غالباً ایک دوسری سے اس قدر مختلف

* کپور منجری - صفحہ ۲۳۶ -

نہ تھیں، جتنی بعد میں ہوگئیں - سنسکرت اور پراکرتوں پر عبور حاصل کرلینے پر پنڈت لوگ بے تکلف سارے ہندوستان کا سفر کرسکتے تھے - مختلف مقامات پر ان کی گفتگو نہ صرف کتابی زبانوں کے ذریعے پڑھے لکھے لوگوں کی سمجھ میں آجاتی تھی، بلکہ آپ بھرنسوں کے ذریعے عوام سے بھی کام چل جاتا تھا - ان آپ بھرنسوں کو سنسکرت سے غالبا وہی تعلق ہوگا، جو یورپ کے عہد وسطی میں اطالوی اور فرانسیسی کو علمی، مذہبی یا قانونی زبان لاطینی سے ہوتا تھا - آپ بھرنسوں سے مقامی اثرات و ضروریات کے باعث حال کی دیسی بولیاں پیدا ہورہی تھیں - دکن دیس میں دراوڑی زبانوں کے الفاظ بھی سنسکرت کے سانچے میں ڈھل گئے تھے، اور دکشنی پنڈت اپنی بولیوں کا سلسلہ سنسکرت سے ملانے پر آمادہ تھے -

شمالی اور جنوبی ہند کے تعلقات

شمالی اور جنوبی ہندوستان میں ہرش کے زمانے ہی میں کافی راہ و رسم پیدا ہوگئی تھی، لیکن اس دور میں ان تعلقات کا رشتہ اور بھی مضبوط ہوگیا - ہرش چرت

میں جن ودوان تپسویوں کا ذکر آتا ہے، انھیں اور خصوصاً
سحر و ساحری کے کرشمے دکھانے والوں کو دکن ہی کے
باشندے بتایا گیا ہے - دکن میں ہرش کا ہم عصر پالو
راجہ مہندر وِکرم ورمن تھا، جو ساتویں صدی عیسوی کے
اوائل میں کانچی (موجودہ کانجی ورم) میں راج کرتا تھا -
اس نے ایک مذاقیہ ناٹک لکھا تھا - جس میں دو شمالی
پراکرتیں (سور سینی اور ماگدھی) پائی جاتی ہیں - اس
ناٹک میں دو مذاہب یعنی بدھہ مت اور شئیومت کا ذکر
آتا ہے، اور دونوں مضحکہ انگیز رنگ میں پیش کئے گئے ہیں -
اس کی وجہ غالبا ناٹک کا انداز ہے، کیونکہ اس میں ہر چیز
حتیٰ کہ ہر قسم کے تپسویوں اور سنیاسیوں کا بھی مضحکہ
اڑایا گیا ہے - اگر چہ اس ناٹک کا مقام واردات کانچی ہے،
لیکن فضا اور عام حالات شمالی ہند کے ناٹکوں سے بہت ہی
کم مختلف ہیں - شنکر آچاریہ کے زمانے (آٹھویں صدی
کے اواخر اور نویں صدی کے اوائل) میں ہندوستان کے
خیالات و عقائد میں جو عظیم الشان مذہبی انقلاب
رونما ہوا، اُس کی رہنمائی کا سہرا حقیقت میں جنوبی
ہند ہی کے سر ہے - شنکر اچاریہ نے شمالی اور جنوبی، مشرقی
اور مغربی سارے ہندوستان کا دورہ کیا - اِن سیاحتوں

سے ھندوستان کے مذھبي خیالات میں بہت کچھہ یکرنگي پیدا ھوگئی - اِس کے علاوہ بدھہ مت کے خلاف جو مہم جاري تھي' اُسے بہت تقویت پہنچي' اور ناگوار فرقہ وارانہ جھگڑے دور کرکے ایک وسیع مذھبي فلسفہ کے ذریعے لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے کي کوشش ھونے لگي - راج شیکھر کے زمانہ (قریباً سنہ ٩٠٠) تک پہنچنے پر معلوم ھوتا ھے' کہ شمال و جنوب کے سیاسي مناقشات اِن کو زبان' علم ادب اور معاشرت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب تر لانے کا ذریعہ بن رھے تھے - کاویہ‌میمانسا کے سترھویں باب میں وہ اصل موضوع سے ھٹ کر تمام ھندوستان کے متعلق جغرافي تفصیلات بیان کرنے لگتا ھے - اُس وقت بھي آریا ورت کوہ ھمالہ اور کوہ وندھیا کي درمیاني سر زمین ھي کا نام تھا - اس کے مشرق' مغرب' شمال اور جنوب کے چاروں خِطّوں کا حال تو مفصل بیان کیا ھے' مگر وسطی علاقہ کے متعلق تفصیلات نہیں بتائیں' کیونکہ ھر شخص اِس خِطّہ سے واقف سمجھا جاتا تھا - اِس سلسلہ میں "مشرق" بنارس سے مشرق کے معنوں میں استعمال ھوتا ھے* -

---

* ویدیا - جلد ٣ - صفحہ ٨ و ٩ -

نساوں کا اختلاط اور جدید معاشرتي شیرازہ بندي

راج شیکھر برھمن تھا، لیکن اِس کي بیوي چوھان نسل کي راجپوت شھزادي تھي - اونچي ذاتوں میں اس طرح باھمي رشتہ ناتہ کي اَوْر مثالیں بھي پیش کي جا سکتي ھیں - غالبا اس وقت کا رواج یہ ھوگا، کہ برھمن مرد کسی راجپوت عورت سے شادي کرلے، لیکن اس کے بر عکس عمل ممنوع ھوگا - بہت سے کشتري ویش عورتوں کو چھوتي بیویوں کے طور پر حبالۂ عقد میں لے آتے تھے* - مذھب کے لحاظ سے راج شیکھر شئیو تھا، لیکن جین مت والوں کے لئے اس کے دل میں بڑي عزت تھي - وہ جنوبي ھند کے مناظر اور وھاں کے اوضاع و اطوار اور رسم و رواج کا ذکر بڑے مزے لے لے کے کرتا ھے - دراوڑ عورتوں کا ذکر کرتے وقت وہ اُن کے "سیاہ رخساروں، پاکیزہ مسکراھٹ اور سپاري کي چھال کي رگڑ سے سفید بنے ھوئے دانتوں" کا بیان کرتا ھے - "کرناٹا کي نو خیز دوشیزہ لڑکیوں کے گیسو اور لٹا (زیرین نربدا کا شمالي علاقہ) کي لھو و لعب سے رغبت" بھي اس کي توجہ کا مرکز بنتي ھے† - گندھرو بواہ جو محض مرد و عورت

---

* ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۱۱۹ -

† کپور منجري - صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۲۱۳ -

کے جسمانی سنجوگ کا نام ہے اور جس میں کسی قسم کے رسوم کی ادائیگی ضروری نہیں، اس زمانے میں عام تھا، اور کتھا سرت ساگر سے نسلوں اور ذاتوں کے اختلاط کا حال بھی اخذ ہو سکتا ہے* - نہ صرف تین اعلیٰ ذاتوں کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھہ کھان پان کر سکتے تھے، بلکہ شودروں کے بعض قبیلوں سے بھی ان کا یہ تعلق پیدا ہو جاتا تھا† - مگر اِس میں شک نہیں، کہ اچھوتوں کی ایک خاصی تعداد موجود تھی، جو معاشرتی زندگی کے حلقہ سے بالکل باہر سمجھے جاتے تھے - وہ تحریک جس کے زیر اثر غیر ملکی جماعتیں اور اصلی باشندے نئے ہندو دھرم میں خلط ملط ہو گئے، ساتویں صدی عیسوی تک کی بڑی بڑی مذہبی تحریکات کی ہم عصر تھی، جن کے بیرونی حالات کے متعلق اسناد و شواہد کمیاب ہیں - اِس تحریک کے باعث نئے سرے سے معاشرتی شیرازہ بندی ہو گئی، جس سے راجپوت صف اول میں آگئے - مزید بر آں بہت سی نئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - پرانی ذاتوں مثلاً برہمنوں کی بلحاظ صوبجات کئی کئی مقامی ذاتیں بن گئیں، جیسے قنوجیہ

---

* کتھا سرت ساگر - جلد ۱ - صفحہ (مقدمہ) ۳۸ -

† ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ -

گوڑ، سرووریہ وغیرہ - ان کے باہمی تعلقات منقطع ہو گئے، اور کار و بار، آپس کے کھان پان اور باہمی رشتہ ناتہ کے متعلق نئے نئے قاعدے اور رواج معرض وجود میں آ گئے - مختصراً ہم وہ کلیۃً قبول کر سکتے ہیں، جو سر رچرڈ تیمپل (Sir Richard Temple) نے ان حالات کو دیکھہ کر اخذ کیا کہ اگرچہ ذات پات کی تفریق کا اثر "اناریہ" لوگوں پر بھی پڑ گیا، لیکن اس کے مقابلہ میں اناریہ لوگوں نے بھی آریہ خیالات کی رَو اور اس کی ظاہری شکل و صورت میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا* -

صوبہ جات کے لحاظ سے چہروں کے مختلف رنگ

راج شیکھر کی تصنیف کاویہ میمانسا کے چند عجیب و غریب فقروں سے معلوم ہوتا ہے،† کہ دسویں صدی میں عوام الناس رنگت کے لحاظ سے کس طرح ذات پات کی تمیز کیا کرتے تھے - کہتا ہے "لوگوں کا رنگ پورب دیس میں سانولا، دکن میں سیاہ، پچھم میں سفیدی مائل اور اتر دیس میں گورا ہے -- شاعرانہ بیان میں کالے اور سانولے رنگ میں

* للا - صفحہ ۶۴ لغایت ۶ -

† ویدیہ - جلد ۳ - صفحہ ۹ -

اور اسي طرح سفيدي مائل اور گوري رنگت ميں زيادہ تميز نہيں کي جاتي ' ليکن يہ امر خصوصيت سے قابل ذکر ھے ' کہ پورب ديس ميں راجپوت اور ديگر اقوام کي عورتوں کا رنگ گورا يا سفيدي مائل بھی ھوسکتا ھے - اور يہي حالت دکن ديس کي ھے " - اس سے دونتائج برآمد ھوتے ھيں ' اول يہ ' کہ گوري نسليں ھندوستان کے طول و عرض ميں پھيل رھي تھيں ' اور دوسرا يہ ' کہ باھمي ميل ملاپ اور اختلاط بڑي حدتک موجود تھا - عام لوگ اِس اِختلاط کو چھپانے کے لئے اپني ذات کے متعلق اکثر ايسي باتيں گڑھہ ليا کرتے تھے ' جن سے ظاھري حالات و واقعات کي ذاتوں اور ورن آشرم کے قديم اور مستند اصولوں سے مطابقت پيدا ھوجائے - ادبِ فسانہ ميں بہت سے جنگي لٹيرے قبيلوں کا ذکر آتا ھے ' مثلاً بِھلّا (بھيل ؟) ساورا ' کرات اور پُلند وغيرہ - بِھلّا گھٹيا درجہ کے اور بدتميز لوگ سمجھے جاتے تھے ' ليکن اِس امر کا اِعتراف موجود ھے ' کہ بعض اوقات يہ بھي شرافت اور قابليت کا ثبوت دے سکتے تھے - يہ لوگ ھيبت ناک ديوی دُرگا کو قربانياں پيش کيا کرتے تھے ليکن اِس کے باوجود بعض اوقات رحمدلي اور شکر گزاري کے جذبات سے بھي متاثر ھوجاتے تھے * - اِس سے

---

* کتھا سرت ساگر - جلد ۷ - صفحہ (مقدمہ) ۹ -

واضح ہوتا ہے، کہ اس وقت تک ڈرگا کی پوجا نہ تو رائج تھی اور نہ مقبول اور اس کے بھگتوں کے لئے کسی قدر عذر خواہی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی -

سحر و ساحری اور معجزات سے شغف

لوگوں کو ہمیشہ سحر و ساحری اور معجزات پر بہت کچھہ اعتقاد رہتا ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے، کہ اِس دور تاریکی میں اِن باتوں نے علم ادب کی دنیا میں بھی عمل دخل حاصل کر لیا تھا - کپور منجری کے ناٹک میں حالات و واقعات کی عنان ایک ساحر ہی کے ہاتھہ میں ہے - ہیروئن کے جوہر ذاتی کی تعریف و توصیف اس واقعہ سے کی جاتی ہے، کہ اسکا ہاتھہ لگتے ہی اشوک کے درخت میں پھول نکل آتے ہیں - لڑائیوں میں انسانی شجاعت کے بجائے جادو کے ہتیاروں سے کام لیا جاتا ہے - عشق و محبت کی سلسلہ جنبانی میں شخصیت اور جوہر ذاتی کے باہمی اثر و تاثیر کے بجائے پوشیدہ سرنگوں، مافوق الفطرت ناگہانی واقعات اور ہمہ گیر ساحر کے مبہوت کن نام کا سہارا تلاش کیا جاتا ہے - راج شیکھر کے بال راماٹن میں رام اور سیتا کی شاندار داستان جس انداز میں بیان کی گئی ہے، اس کے مطالعہ سے بہت سے نتائج اخذ

هوسکتے هیں - یہ دس ایکٹ کا ایک ضخیم ناٹک هے، جس کا هیرو اگر راون کهاجائے، تو بجا هے - راون سیتا سے شادي کرنے کا خواهش مند تها - اس کی نا کامي سے واقعات کا ایک دریائے موّاج رواں هوجاتا هے، جس کا سر چشمہ اچھے یا بُرے انساني اغراض و مقاصد نهیں، بلکہ سحر و ساحري کے کرشمے اور مردوں اور عورتوں کے بهروپ هوتا هے - گُڑیوں اور کهلونوں کے منهہ میں بولتے چالنے طوطے دیکر انهیں سیتا اور ان کي بهن کي حیثیت میں پیش کیا جاتا هے، اور اس بهونڈي چال سے عوام بظاهر دهوکا کها کر یهي سمجهنے لگتے هیں، کہ هم سیتا جي اور انکي بهن کودیکهہ رهے هیں* -

زیور اور غازہ

معلوم هوتا هے، کہ اس دور کي زندگي میں بناوت کو بهت دخل تها - درباري خواتین کے زیورات اور بناؤ سنگار کي چیزوں کے متعلق جو واقفیت حاصل هوتي هے، اس سے اس امر میں ذرا بهي شك و شبہہ کي گنجائش نهیں رهتي، کہ تعیّش اور بناوت نے نفاست کا گلا گهونٹ دیا تها - ٹهنڈك کے لئے جسم پر زعفران ملے هوئے اُبٹن مل کر زرد

* کیتهہ - صفحہ ۲۳۲ لغایت ۲۳۹ -

رنگت پیدا کی جاتی تھی - اسی طرح رخساروں کے لئے بھی زعفران کا غازہ استعمال ہوتا تھا - اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی ' کہ مختلف فرقوں کے لوگ اپنے اپنے فرقہ کے مخصوص تِلک کس چیز سے لگایا کرتے تھے - کپور منجری خاتون کا لباس ایک نیلے رنگ کا ریشمی کپڑا تھا' جو اس نے جسم پر لپیٹ رکھا تھا - اس کے پٹکے میں لعل ٹکے ہوئے تھے - کلائیوں میں اس نے کنگن پہن رکھے تھے - اس سلسلے میں موجودہ زمانے کی ایک مشہور و معروف ھندی ضرب المثل دسویں صدی عیسوی میں بھی مستعمل تھی' یعنی "ھاتھہ کنگن کو آرسی کیا ؟" اس کا مفہوم یہ تھا' کہ ھاتھہ میں کنگن پہننے کے لئے آئینے کی کیا ضرورت ھے - یہ آئینے غالبا کسی دھات مثلاً فولاد' چاندی یا کانسے کے ہوتے تھے - ان کی بیرونی سطح بہت چمکیلی ہوتی تھی' اور ایک چھوٹا سا دستہ بھی لگا ہوتا تھا - ھندوستان قدیم کی جو یادگاریں ٹیکسلا کی عجائب گاہ میں جمع ھیں' ان میں اس قسم کے آئینے بھی پائے جاتے ھیں - گلے میں بڑے بڑے موتیوں کا ھار پہنا جاتا تھا' اور کانوں میں بالیاں' جن میں جواھرات ٹکے ہوتے تھے - سیاہ پُرپیچ زلفوں کو پھولوں کے گجروں سے ڈھانک رکھتے تھے' جن سے

فطرت کی تازگی کی جھلک پیدا ہوجاتی تھی - بالوں اور کانوں کی آرائش کے لئے چمپا کی معطر سنہری کلیاں استعمال کی جاتی تھیں - بادام سی لمبی آنکھیں' جو ناٹک کے الفاظ میں "ایک کان سے دوسرے تک پہنچتی تھیں،" خوبصورتی میں شمار ہوتی تھیں - آنکھوں میں کاجل لگاتے تھے' جس کو دھوڈالنے پر آنکھیں سرخ سرخ نظر آتی تھیں- جاڑے میں ہونٹوں پر موم ملتے تھے' تاکہ وہ پھٹنے نہ پائیں' اور نزلہ سے بچنے کے لئے زعفران چباتے تھے - گرمیوں میں تاڑ کی بڑی بڑی ڈالیاں ہوا کرنے کے لئے دستی پنکھوں کا کام دیتی تھیں' اور لوگوں کو فوّاروں میں نہانے کا شوق تھا* - جسم اور کپڑوں کی خوشبویات اور لوبان کا استعمال اعلی طبقوں میں عام تھا' اور کیوڑے کی دھوپ جلانے کا ذکر بھی ڈراما نویس نے خاص طور پر کیا ہے-

جھولے کا تہوار

جُھولے کا شاندار تہوار ناز و نیاز اور رنگ رلیاں منانے کے لئے خوب سامان پیدا کردیتا تھا - " نشۂ شباب میں چُور' دنیا اور افکار دنیا سے بے خبر " لڑکیاں جھولے جھولتی تھیں

* کپور منجری - ایکٹ ۱ و ۲ -

جھولے کے باری باری سے کبھی اُوپر کبھی نیچے جانے ' زیوروں کی جھنکار اور کپڑوں کی سرسراھٹ کی تصویر ناٹک میں خوب کھینچی گئی ھے - اس کا ترجمہ کرنا دشوار کام ھے' ھم صرف مفہوم پر اِکتفا کرتے ھیں :—

*" جڑاؤ پازیب کی جھنکار سامعہ نوازی کررھی ھو ' جھومتے ھوئے ھار کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ھورھی ھوں' ھنگامہ خیز پٹکے کے گھنگھروؤں کی پیہم صدا اور کنگنوں کی متحرک قطار کی موھنی جھنجھناھٹ کانوں میں پہنچتی ھو ' جب ماہرو دوشیزہ اِس انداز سے جھولا جھول رھی ھو' تو آپ ھی کہئے' کس کا دل قابو میں رہ سکتا ھے ؟ "

اِس قسم کے بہت سے تہوار تھے' جو لوگوں کے لئے عوام میں اور اپنے اپنے گھروں میں لطف و مسرت کے سامان مہیا کرتے تھے - ان سے' ڈرامانویسوں کو بھی اپنے شاھی سرپرستوں کے تفنّن طبع کے لئے ناٹک تیار کرنے کا موقع میسر آتا تھا - لیکن وا حسرتا ! کہ ھندوسطی کے ڈراما نویس کے لبوں پر

---

* کپور منجری - ایکٹ ۳ صفحہ ۲٦٨ -

† کپور منجری - صفحہ ۲۵۵ -

لانمین کے ھنگامہ خیز انگریزی ترجمہ میں یہ جھنکار خوب پیدا کی گئی ھے -

بھي يہ کبھي ختم نہ ہونے والي شکايت موجود ہے، کہ "اہل علم و فضل ہميشہ مفلس و نادار ہوتے ہيں"* -

عام قصے کہانيوں ميں برہمنوں کا ذکر

ايک جماعت کي حيثيت ميں برہمن ابھي تک علم ادب اور حکومت ميں اعلیٰ عہدوں کے بلا شرکت غيرے مالک تھے - ان سے توقع ہوتي تھي، کہ اعلیٰ دماغي قابليت اور تمام مذہبي و اخلاقي صفات سے متصف ہوں - ليکن عملاً انہيں کچھہ زيادہ قدر و منزلت کي نگاہوں سے نہ ديکھا جاتا تھا - سوم‌ديو نے جو خود بھي برہمن تھا، اُجين کے ايک بخيل اور حريص برہمن کي داستان خوب مزے لے لے کر بيان کي ہے - يہ برہمن راجہ کا پروہت تھا - اس کي خود غرضي اور دولت ضرب‌المثل بن گئي تھيں - دو عياروں نے ارادہ کيا، کہ اس کا مال و متاع اُڑايا جائے، اور ساتھہ ھي اسے عوام کي ہنسي اور ٹھٹول کا نشانہ بناديں - ان ميں سے ايک نے دکني راجپوت کا لباس پہن کر شہر کے باہر ڈيرہ جما ديا - اس کا ساتھی تپسوي بن بيٹھا، اور دريا کے کنارے

* کپور منجري - صفحہ ٢٨٨

ریاضت میں مصروف ہو گیا - نقلي راجپوت شہر میں جاتا اور باتوں باتوں میں اپنے ساتھي کے کمالات کي خوب تعریف و توصیف کرتا - اس نے پروہت سے راہ و رسم پیدا کر کے اس کي خوشامد شروع کي' اور اس کي معرفت شاھي دربار میں ایک عہدہ حاصل کر لیا - یہ دونوں اپنے آپ کو بڑے بھگت اور دینوي خواھشات سے پاک ظاھر کرتے تھے - نقلي راجپوت رفتہ رفتہ پروہت کا راز دار بن گیا ' اور پروھت نے تحفہ تحائف کے لالچ سے اسے اپنے گھر ھي میں رھنے کے لئے جگھہ دے دي - راجپوت ایک صندوق جھوٹے جواھرات کا لے آیا' مگر ان کي قیمت سے اِس بنا پر ناواقفیت کا اظہار کیا' کہ میں دنیوي کاروبار کے معاملے میں بالکل کورا ھوں - ادھر جواھرات کو دیکھہ کر پروھت جي کے منہ میں پاني بھر آیا - چند روز کے بعد مہمان راجپوت بیمار بن بیٹھا ' اور خواھش ظاھر کي' کہ کسي نیک اور پرھیزگار بزرگ کو بلایا جائے' تاکہ میں یہ جواھرات دان کرکے اسے دے دوں - چنانچہ اس کا ساتھي ' جو سادھو بنا ھوا تھا' بلایا گیا - وہ کہنے لگا' کہ مجھے مال و دولت سے نفرت ھے - البتہ اس بات پر رضامند ھوگیا' کہ میں پروھت کي لڑکي سے شادي کرلونگا اور سارے جواھرات' پروھت کو دے

دونگا - آخر جواهرات کے عوض قلیل سي رقم قبول کرنے پر راضي هوگیا ' اور اس معاوضه کي مقدار کا فیصله بهي پروهت هي پر چهوڑ دیا - پروهت تو ان جواهرات کو قارون کا خزانه سمجهے بیٹها تها ' چنانچه اُس نے ایك خطیر رقم ادا کردي ' اور دل میں بےحد مسرور تها ' که میں نے اتنا بڑا خزانه برائے نام معاوضه دے کر حاصل کرلیا - جب شادي هوچکي ' تو بےچارے پروهت پر حقیقت واضح هوگئي - راجه اپنے پروهت کي تمام کمزوریوں سے بخوبي واقف تها ' اِس عیاري کا حال سن کر هنسي کے مارے لوٹ پوٹ هوگیا* -

راجپوت

راجپوت قوم کي ابتدا ایك ایسا موضوع هے ' جس کے متعلق بہت کچهه اختلاف رائے پایا جاتا هے - اس وقت میں امور متنازعه فیه پر بحث نهیں کرنا چاهتا - یقیني امر یه هے ' که آٹهویں ' نویں اور دسویں صدي عیسوي میں حکمران جماعتوں کي نئے سرے سے تنیظم اور شیرازه بندي هوئي تهي† - اب ان کي معاشرتي ترکیب کے اجزا ذاتوں کے

---

* کتها سرت ساگر - جلد ۲ - صفحه ۱۷۶ لغایت ۱۸۴ -

† تاریخ سمتهه - صفحه ۱۷۲ - لغایت ۱۷۴ -

بجائے قبیلے بن گئے تھے - قواعد شادي کے مطابق انھیں اپنے قبیلے سے باھر شادي کرني پڑتي تھي - عزت و شرافت کے نئے اصول اور نئي روایات معرض وجود میں آرھي تھیں - ان پر تفصیلي بحث ھم اگلے دور کے ذکر میں کرینگے -

اچھوت اور معاشرتي حلقه سے خارج لوگ

اچھوتوں کي ایک کثیر تعداد موجود تھي ' جو شودروں سے بھي گھٹیا درجه کے شمار کئے جاتے تھے ' اور چار مستند ذاتوں سے ھر بات میں نیچے تھے - ان کا ذکر البیروني نے بھي کیا ھے - یه آٹھه حصوں میں منقسم تھے - آپس میں رشته ناتا کرلیتے تھے ' لیکن دھوبی ' موچي اور جلاھوں سے باقي پانچ جماعتیں کسي قسم کا تعلق نه رکھتي تھیں - یه پانچ جماعتیں مندرجه ذیل تھیں (۱) بازي گر ' (۲) ٹوکرے اور ڈھالیں بنانے والے ' (۳) ملاح ' (۴) مچھیرے اور (۵) وحشي جانوروں اور پرندوں کے شکاري - ان آٹھوں جماعتوں کو شھر یا گاؤں کے اندر رھنے کي اجازت نه تھي ' البته ان کے قریب اپنے جھونپڑے بنا سکتے تھے - چونکه یه جماعتیں اپنے اپنے پیشه کے نام سے موسوم تھیں ' اسلئے ھم انھیں "پیشه ور فرقے" کھه سکتے ھیں - ان پیشه وروں سے بھي نچلے درجه

پر هاڙي، ڏوم، چنڊال اور بدهاتو تھے - گاؤں کے غلیظ کام ان کے سپرد ھوتے تھے، اور انھیں ذلیل طبقہ کے اچھوت سمجھا جاتا تھا - ان میں سے بھي هاڙي دوسروں سے کچھہ اونچے شمار ھوتے تھے - ڏوم گیت گاتے اور رباب کي قسم کا ایک ساز بجایا کرتے تھے - موجودہ زمانہ کا جرائم پیشہ ڏوم فرقہ غالباً انھیں کي نسل سے ھے - ان سے گھٹیا طبقہ کے لوگ وہ تھے جن کا آبائي پیشہ جلّادي تھا، اور غالبا انھیں کو چنڊال کہا جاتا تھا - بدهاتو نہ صرف مردار خوار تھے، بلکہ کُتّے اور وحشي جانوروں کا گوشت بھي چٹ کرجاتے تھے* -

برھمنوں اور مندروں کے لئے اوقاف

اس دور کي ایک قابل ذکر اقتصادي اور معاشرتي خصوصیت وہ متعدد اوقاف تھے، جو برھمن افراد، اور مندروں اور مذھبي مقامات کے لئے مخصوص کر دئے جاتے تھے - ملتان میں سورج دیوتا کا مندر شہر بھر کے فارغ البالي اور دولت مندي کا موجب تھا - جب آٹھویں صدي کے اوائل میں عربوں نے پہلے پہل ملتان فتح کیا، تو مندر کي

* البیروني - جلد ١ - صفحہ ١٠١ و ١٠٢ -

مورتي جوں کي توں رهنے دي' کیونکه شهر کي خوشحالي کا دار مدار اسي پر تها - تهانیسر کے مندر کے لئے بهي ایك بهاري جاگیر وقف تهي - جزیره نمائے کاتهیاواڑ کے جنوبي ساحل پر سوم ناتهه کے مشهور مندر کي دولت مندي کا انحصار بحري مال تجارت پر تها* - قزویني کا بیان هے' که یاتریوں کے گراں قدر چڑهاوے کے علاوه اس مندر کے نام دس هزار دیهات کا مالیه تها - پوجا پات کے اهتمام اور مندر کي دیکهه بهال کے لئے ایك هزار برهمن ملازم تهے' اور دروازه پر پانچسو دوشیزه لڑکیاں رقص وسرود کے لئے مقرر تهیں - ان سب کا گزاره وقف کي آمدني میں سے هوتا تها -

فن تحریر اور کتابیں

وسطي اور شمالي هند میں لکهنے کے لئے ایك قسم کا بهوج پتر استعمال کیا جاتا تها - پهلے اسے تیل مَل کر خوب صاف اور هموار کرلیتے تهے' اور پهر جب سخت اور چکنا هو جاتا' تو اس پر لکهتے تهے - لکهنے کے بعد تمام پتوں کو دو تختیوں کے درمیان رکهکر اوپر سے کپڑا لپیٹ دیتے تهے - جنوبي هند میں یه کام عموما تاڑ کے پتوں سے

* ایلیٹ - جلد ۲ - صفحه ۹۸ -

لیا جاتا تھا - ہر پتے کي ایك جانب سوراخ کرکے سب کو دھاگے میں پرو لیتے تھے' اور اس طرح کتاب سي بناکر رکھہ لي جاتي تھي* - ان ہر دو اقسام کي بہت سي قلمي کتابیں اب تك محفوظ ہیں' اور ہندوستان بھر میں پراني قلمي کتابوں کے شائقین ان سے بخوبي واقف ہیں - لیکن البیروني نے اس اہم خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا' کہ علم ادب اور خصوصا مذہبي علم ادب کا بہت بڑا حصہ سینہ بسینہ ہي چلا آتا تھا - عموما ویدوں کو ضبط تحریر میں لانے کي اجازت نہ دي جاتي تھي' اور البیروني کے آنے سے کچھہ ہي عرصہ پیشتر ایك کشمیري پنڈت نے پہلے پہل ویدوں کو کتابي صورت دي تھي† -

اوضاع و اطوار اور رسم و رواج

البیروني نے بہت سے ایسے متفرق اوضاع و اطوار اور رسوم کا ذکر کیا ہے' جو اسے عجیب و غریب معلوم ہوئے - ان میں سے ایك رواج یہ تھا' کہ یہاں کے لوگ اس زمانہ میں اپنے سر بلکہ جسم کے کسي حصے کے بال نہ کتواتے تھے'

---

* البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ -

† البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ -

اور مونچھوں کو گوندھ کر رکھتے تھے - ناخن بھي بہت بڑھا لیتے تھے - کھانا مِل کر نہیں، بلکہ چوکے میں بیٹھ کر الگ الگ کھاتے تھے - چوکا گائے کے گوبر سے لیپ لیا جاتا تھا - پان، سپاري اور چونا (اور کتھا، گو البیروني نے اس کا ذکر نہیں کیا) کھانے کے باعث ان کے دانت لال لال نظر آتے تھے - جب کوئي بچہ پیدا ہوتا، تو لوگوں کي توجہ ماں کي بجائے زیادہ تر باپ کي جانب مبذول ہوتي تھی - ان کي شطرنج آج کل کی پچیسي سے کچھ ملتي جلتي تھي، کیونکہ ایک وقت میں چار آدمي کھیلتے تھے، اور پانسوں کي جوڑي بھي استعمال کي جاتی تھي - البیروني نے شطرنج کی بساط کا نقشہ اور کھیل کے قواعد بھي تحریر کئے ہیں - لیکن ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کھیل کے قواعد آج کل کي پچیسي سے مختلف تھے - رسوم کے حلقۂ اثر کا اندازہ کرتے وقت ہمیں اِس امر کا خیال رکھنا چاہئے، کہ البیروني کے مشاہدات کا دائرہ پنجاب اور سندھ تک ہي محدود تھا- غالبا اِن علاقوں کا لباس مشرقي اور جنوبي ہندوستان سے بالکل مختلف تھا، اور زیادہ تر اُن سرد ملکوں کے لباس سے مشابہ تھا، جو شمال مغربی دروں کے اُس پار واقع ہیں* -

---

* البیروني - جلد ١ - صفحہ ١٧٩ - لغایت ١٨٥ -

دو کتبے

اِس دور کے متعدد کتبوں سے اُس وقت کے معاشرتی اور
اقتصادي حالات کے بعض پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے - میں
اپ کو جنوبي ہند کے دو کتبوں کي جانب توجہ دلاتا ہوں -
ان میں سے ایک تو تنجور کے چولا خاندان کے وقت کا ہے -
یہ تانبے کی تختیوں پر ہے ' جو موضع انبیل میں دستیاب
ہوئیں - دوسرا کنارِي زبان کا کتبہ ہے ' جو صوبہ بمبئی
میں ضلع دھارواڑ سے برآمد ہوا ہے -

برہمنوں کو عطیۂ اراضي

سندر چولا کے وقت کي انبیل کي تختیاں دسویں صدي
عیسوي کے اواخر کي بني ہوئي تھیں ' اور تنجور کے نواح میں
دستیاب ہوئي تھیں - کل گیارہ تختیاں تھیں - یہ سب
کي سب ایک چھلّے میں لپٹي ہوئي تھیں ' اور چھلّے کے اُوپر
ایک قابل تعریف ساخت کي مُہر ثبت تھي - مُہر میں
مندرجہ ذیل چیزوں کي شبیہ کندہ تھي :—

ایک شیر ' دو مچھلیاں ' ایک کمان ' دو شمعدان '
دو چَوریاں اور ایک چھتري -

حاشیہ کے گرد سنسکرت میں ایک شلوک مندرج تھا - ان تصویروں میں کندہ کاری ذرا ہلکی تھی - تحریر کا پہلا حصہ سنسکرت میں تھا، اور اس میں اُس پٹہ کے الفاظ درج تھے، جس کی رو سے چولا راجہ نے اپنے عالم و فاضل برہمن وزیر کو جاگیر عطا کی تھی - دوسرے حصے کی زبان تامل تھی، اور اس میں گاؤں کے باشندوں اور عہدہداروں کی طرف سے رضامندی اور اِقرار درج تھا - اس جاگیر کا رقبہ ۴۵ ایکڑ کے قریب ہوگا، اور اس قدر اراضی وزیر ایسی اعلیٰ حیثیت کے برہمن کے لئے کافی سمجھی جاتی تھی - راجہ صرف ایک خاص رقبہ جاگیر کے لئے مقرر کر دیتا تھا، اس کے بعد حدود بندی اور اس امر کا فیصلہ گاؤں والے کیا کرتے تھے، کہ فلاں رقبۂ اراضی کا مالیہ اب سے راجہ کے بجائے جاگیردار کو ادا ہوا کریگا - حدود بندی کا طریقہ بھی عجیب تھا - ایک ہتھنی کو کسی مقررہ مقام پر لے جاکر چھوڑ دیتے تھے، اور وہ ایک دائرہ سا بنکر واپس آجاتی تھی - اس مقصد کے لئے کوئی انتظام کر لیا جاتا تھا، کہ ہتھنی اسی مقام پر واپس آجائے، جہاں سے روانہ ہوئی تھی - اس کے بعد حدود پر مٹی کے تودوں اور ناگ پھنی کی ہری بھری جھاڑیوں سے نشان بنادیتے تھے* -

* کتبات ہند - جلد ۱۵- صفحہ ۴۴ لغایت ۷۰ -

چولا خاندان کي سلطنت ميں جنگلات

جاگيردار کے متعلق لکھا ہے' کہ اس کي والدہ نے
دنيا کے قائم رہنے تک ہر روز ايک برہمن کو چاندي کے برتن ميں
اعلی قسم کا کھانا دھرم ارتھہ دينے کا اہتمام کر رکھا تھا'
اور ہري (وشنو) کے مندر واقعہ سري رنگم ميں ايک بھاري
چراغ چڑھايا تھا - چولا سلطنت کے ملک کے نظارہ کا کچھہ
اندازہ اس اشارہ سے ہوسکتا ہے' جو ''ساحل بحر کے گھنے
جنگلوں'' کي طرف کيا گيا ہے' جن ميں ''تاڑ' سال'
آبنوس' سپاري اور کيلے کے بے شمار درخت اور پودے اور پان
کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے* -

اراضي کے متعلق حقوق اور ماليہ جو مزارعين کو ادا کرنا پڑتا تھا

جاگير کے پٹہ کا نفس مضمون مفصل الفاظ ميں واضح کر
رکھا ہے' اور اس سے ديہات کي اقتصادي حالت کا اندازہ کرنے
ميں مدد ملتي ہے ہم اسے چار حصوں ميں تقسيم کر سکتے ہيں-
(۱) اراضي اور جو کچھہ اس پر موجود ہو' (۲) پاني اور اسکے

---

* کتبات ہند - جلد ۱۵ - صفحہ ۶۹ -

متعلق تمام اشیاء، (۳) وہ مالیہ اور رسوم جو جاگیرداروں کے حق میں ادا کرنے کا حکم تھا، اور (۴) خاص مراعات جو جاگیرداروں کو حاصل تھیں - اراضي کے علاوہ جاگیردار کو اپني جاگیر کي مندرجہ ذیل چیزوں کے استعمال کا حق حاصل ہوتا تھا :—

میوہ دار درخت، دوسرے درخت، باغات چٹانوں کے شگاف جن میں شہد کي مکھیوں کے محال ہوتے تھے، کنوئیں، چوپال، بنجر زمین جس میں بچھڑوں کے لئے چراگاہ ہوتي تھي، گاؤں کي آبادي کي زمین، بیمور، درختوں کے گرد بنے ہوئے چبوترے، عمارتیں، مندر اور بنجر اور دلدلي زمین - پاني کے متعلق اسے دریاؤں، تالابوں، دریا برآمد زمین، جوہڑوں اور مچھلیوں والي جھیلوں پر بھي حقوق حاصل ہوتے تھے -

مالیہ وغیرہ جو اسے وصول ہوتا تھا، اس میں مندرجہ ذیل چیزیں بھي شامل تھیں :—

جرمانہ یا ضبطي جائداد جو مقامی عدالت کے حکم سے عمل میں آئے، پان کے پتے، ہر ایک کرگہ سے تیار شدہ کپڑوں پر تیکس، مزار عین کے خاندان میں

کوئي شادي هو تو نذرانه ' منڈیوں کا اجارہ' اور
پرانے مزار عین کي بے دخلي پر جو جرمانه عاید
هو - ان کے علاوہ وہ چیزیں جو بادشاہ کے استعمال کے
قابل سمجھي جاتي تھیں' - اب راجه کے بجائے
جاگیر دار کو ملتي تھیں-

برهمن وزیر کو جو مراعات حاصل تھیں' ان میں
مندرجه ذیل اختیارات بھي شامل تھے :—

بڑے بڑے دالان اور جلسه گاهیں اور دو منزله مکانات
پکي اینٹوں اور کھپریلوں سے بنا سکتا تھا' بڑے اور
چھوٹے کنوئیں کھدوا سکتا تھا' زمین کي آبپاشي
کے لئے نالیاں بنا سکتا تھا اور بعض خوشبودار جڑي
بُوٹیاں اور پودے لگانے کي اجازت تھي* -

اس سے معلوم هوتا هے که گاؤں میں عام مکانات
کچے هوتے تھے ' اور پکي عمارت بنانے کے لئے راجه سے
خاص طور پر اجازت لیني پڑتي تھي - اس کے علاوہ
یه بھي ظاهر هوتا هے' که بعض خاص قسم کي فصلیں بونے
کے لئے خاص شاهي منظوري کي ضرورت پڑتي تھي -

---

* کتبات هند - جلد ۱۵ - صفحه ۷۱ و ۷۲ -

مندروں کي سيوا

اب هم کنارِي کتبه کا ذکر کرتے هيں - يه ضلع دهارواڑ کے ايک گاؤں کُلے نُور سے بر آمد هوا تھا - اس پر ۹۵۰ شا کا (مطابق سنه ۱۰۲۸ع) درج هے - يه کتبه ايک پتھر پر هے، جس کا بالائي حصه کنده کاري سے مزين هے - وسط ميں ايک مندر هے - مندر ميں ايک لِنگ استھاپن کر رکھا هے اور اُوپر ايک کلس والا گنبد بنا هوا هے - گنبد کے دونوں جانب ايک ايک چَوري هے - خاص مندر کي دهني طرف ايک بھگت اُکڑوں بيٹھا هے، جس کا منه مندر کي جانب نهيں بلکه سامنے کو هے - اس سے ذرا اُوپر ايک دائره ميں دو مچھليان هيں، اور ان سے ذرا اُوپر چاند هے - خاص مندر کي بائيں طرف ايک گائے کھڑي هے، اور بچھڑا اس کا دودھ پي رها هے - گائے سے ذرا اوپر ايک هل هے، اور اس سے اُوپر سورج - کنده کاري کي يه ذرا ذرا سي تفصيلات بهت کار آمد هيں، کيونکه ان سے ديهات کے طرز زندگي پر روشني پڑتي هے - اصل پٹه ايک مندر کے لئے معافي نامه هے، اور يه جاگير وهاں کے چند کھيتوں اور باره مکانوں پر مشتمل هے - اس کي آمدني کا کچھه حصه مندر کے ديوتا کے اخراجات

کے لئے ھے، کچھہ حصہ ان متھوں کے لئے ھے، جن میں مذھبي تعلیم دي جاتي تھي - ایک حصہ (غالبا مندر کے) نفیري بجانے والوں کے لئے اور کچھہ حصہ جس میں مکان بھي شامل ھیں نقارچیوں کے لئے ھے - یہ بھي مندر کي سیوا کرتے تھے - یہ بات قابل ذکر ھے، کہ تپسویوں کو پاکیزگي و تجرد کي قسم پر قائم رھنے کي سخت تاکید کر رکھي ھے* -

مسلمانوں کے ھندؤں سے تعلقات

اس مضمون کے متعلق بحث ختم کرنے سے پہلے یہ بتادینا مناسب معلوم ھوتا ھے، کہ مسلمان وادي گنگا میں فاتحین کي حیثیت میں داخل ھونے سے بہت مدت پہلے خال خال جنوبي ھند کے ساحل پر پھیلے ھوئے تھے - جنوبي ھند کي وسیع راشٹر کوٹ سلطنت سے عرب بخوبي واقف تھے - انھوں نے وھاں کے راجہ کا نام بلھرا (ولبھہ رائے) لکھا ھے - مسعودي (جو سنہ ۹۵۱ع کے قریب فوت ھوا) لکھتا ھے :— "سندھہ اور ھند کے راجاؤں میں سے کوئي بھي مسلمانوں کي عزت بلھرا سے زیادہ نھیں کرتا تھا،

* کتبات ھند - جلد ۱۵ - صفحہ ۳۲۹ لغایت ۳۳۴ -

اس کي سلطنت میں اسلام کي عزت اور حفاظت کي جاتي ھے*" - ظاھر ھے، کہ جنوبي ھند میں تو ھندو مسلمانوں کے تعلقات تجارت اور جہاز راني کے باعث خوشگوار تھے، لیکن شمالي ھند میں جنگي تصادم کي وجہ سے ان کي حالت بالکل بر عکس تھي -

* الیٹ - جلد ۱ - صفحہ ۳۲ -

لکیچر چہارم

(چودھویں صدي عیسوي)

معاشرتي خصوصیات

ھند وسطیٰ کا تیسرا دور چودھویں صدي عیسوي سے شروع ھوتا ھے - اس وقت تک مسلم اقتدار ھندوستان کے طول و عرض میں قائم ھو چکا تھا - سلاطین دھلي کي سلطنت مستحکم ھو چکي تھي' اور اس کا اثر و اقتدار دور دور تک پھیل گیا تھا - لیکن اس وقت رسل و رسائل اور آمد و رفت کے وسائل ایسے نہ تھے' کہ کوئي مرکزي حکومت اسْ قدر دور دراز علاقوں پر' جو ھر طرف ھزار ھزار میل سے بھي زیادہ پھیلے ھوئے تھے' حسب دلخواہ اپنا سکہ بٹھا سکے - اس کے علاوہ مسلمان جو مذھبي جوش کي رو میں وارد ھندوستان ھوئے تھے' وہ بھي اپني معاشرتي زندگي میں اس قدر یکرنگي پیدا نہ کر سکے تھے' کہ متفقہ طور پر کسي مرکزي حکومت سے وفادارانہ مطابعت کا رشتہ جوڑ لیتے - مختلف نسلوں کے مسلمان' مثلا ترک' افغان' ایراني' عرب' منگول اور مختلف قبائل کے اسلام لانے والے ھندوستاني

ابھي کسي متعدد تمدن پر مجتمع نہ ہوئے تھے، جس سے وہ متفقہ طور پر کسي وسيع اور مضبوط مرکزي حکومت کي پشت و پناہ بن سکتے - اور پھر ہندوؤں سے بھي ان کے تعلقات ابھي تک کچھہ دلي محبت کے نہ تھے - جہاں تک حکومت اور ملک گيري کا تعلق ہے، مسلمانوں کے ہندوستان کو فتح کرنے سے پہلے راجپوت ہندؤں کي باقي تمام قوموں پر فوقيت حاصل کرچکے تھے - مسلمانوں کي آمد کے بعد بھي راجپوتوں کے ادارات اور آئين شجاعت ميں عمل ارتقا جاري رہا، اور کہا جا سکتا ہے، کہ اس وقت ہندو آبادي کا شجاع طبقہ يہي تھا - ہندوستان کے ہندو ودوان اور پنڈت اب پچھلي صفوں ميں آگئے تھے، ليکن حکمران طاقت کا اثر اُن پر بھي پڑ رہا تھا - مسلمان درويش اور صوفي تمام ملک ميں پھيلے ہوئے تھے، اور ان کا اثر ہندوؤں کے خيالات پر بالواسطہ، اور ملک کي سياسي و معاشرتي زندگي پر براہ راست پڑ رہا تھا - بالواسطہ اثر کے کچھہ نقوش "بھکتي" کے اصول ميں نظر آتے ہيں، جو جديد ويشنومت اور جديد شيومت ميں آ داخل ہوا تھا، اور پھر اُن مخالفانہ تحريکوں ميں بھي دکھائي ديتے تھے، جو ان دونوں متوں کے خلاف پيا کي گئيں، اور جن کے باعث ذات پات کي تميز اور اِس کے

غیر معاشرتي پہلو اَوْر بھي مظبوط اور نمایاں ھوگئے ' اور ذاتوں کي تعداد میں بےحد اضافہ ھوا - باقي رھا براہِراست اثر - وہ مختلف ھندوستانی قبائل کے گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ھونے سے ظاھر ھے ' اور نیز اس امر سے کہ اس زمانہ میں مختلف پنتھہ اور مت متواتر منصّۂ شہود پر آئے ' اوو سو دو سو سال بعد تک اپنا اثر پھیلاتے رھے - کبیر اور گرو نانک اُن مذھبي و معاشرتي مصلحین کے طویل سلسلہ میں سے دو نمایاں ترین مثالیں ھیں ' جنھوں نے جدید ھندوستان کے لئے راستہ تیار کیا -

اسناد

یہ زمانہ ترتیب وتجدید کا زمانہ تھا ' جس کي سرگرمیاں ھندوستاني زندگي کے متعدد شعبہ‌جات پر حاوي تھیں - اس لئے اس دور کے متعلق اسناد و شواھد کثیر تعداد میں موجود ھیں ' اور اس کثرت کے باعث انتخاب کا کام دشوار ھو جاتا ھے - اس عہد کے نقادانہ مطالعہ میں جس قدر غور و خوض صرف ھونا چاھئے ' اب تک نہیں ھوا - اگرچہ یہ بات کسي قدر بعید از فہم اور اِجتماع ضدین معلوم ھوتي ھے ' لیکن حقیقت میں مطالعہ کي اس خامي کا باعث

یهي کثیر مصالحه هے ' جو آساني سے دستیاب هوسکتا هے - اس وقت کے علم ادب اور عام قصه کہانیوں پر کافي توجهه صرف نهیں هوئي ' اور نه اِس امر کے متعلق کافي تحقیق و تدقیق کي گئي هے ' که مذهبي تحریکات کا ملک کي معاشرتي اور اقتصادي زندگي پر کیا اثر پڑا - ایسي تحقیق بهت سے امور پر روشني ڈالنے کا ذریعه بن سکتي هے ' جو اب تک پردۀ تاریکي میں هیں - اس لکچر میں هم صرف معدودے چند اسناد پر نظر ڈال سکتے هیں ' جن سے هند وسطی کے اواخر کا صحیح صحیح نقشه آنکهوں کے سامنے آجائے - اس زمانے کي بهات شاعري کا مطالعه چند بردے کي پرتهوي راج راسو میں اور داستانوں کے اس طویل سلسله میں کیا جاسکتا هے ' جو صوبهجات متحده میں کوچه گرد گویّے برسات کے موسم میں گاؤں گاؤں گاتے پهرا کرتے هیں ' اور جو آلها کهنڈ کے نام سے موسوم هے - بهات شاعري اور بنساولي پر ٹاڈ صاحب کي تصنیف راجستهان سے بهي کافي روشني پڑتي هے - ٹاڈ راجستهان کا ایک گراں قدر اڈیشن حال هي میں مسٹر ڈبلیو ' کروک نے شائع کیا هے - مسٹر ڈبلیو کروک (W. Crooke) کے نام سے آپ میں سے اکثر حضرات آشنا هونگے - وہ انهیں صوبهجات میں سول سروس کي

گذشتہ نسل کے ایک ممتاز رکن تھے - جس مذہبي تحریک کے باعث جدید شیؤ مت صوفیوں کے نقشبندي سلسلہ کے قریب آگیا، اس کي اعلیٰ مثال کشمیر کي ملہمہ للّا (لال دید) کي تصنیف میں موجود ہے - للّا چودھویں صدي عیسوي میں گزري ہے، جبکہ اسکے وطن میں اسلام کي کشش عالمگیر ہورہي تھي - اس کي تصنیف کے اس عالمانہ اڈیشن (للا واکیاني) کے علاوہ جو سرجارج گریرسن (Sir G. Grierson) نے مرتب کیا ہے، ایک منظوم انگریزي ترجمہ بھي موجود ہے، جو سر رچرڈ تیمپل (Sir Richard Temple) نے شائع کیا ہے - انھوں نے اس پر ایک نہایت قیمتي مقدمہ بھي لکھا ہے، جس سے ہندوستان کي چودھویں صدي عیسوي کي مذہبي فضا ایک نئي روشني میں نظر آنے لگتي ہے - سیاحوں میں سے اِبن بطوطہ قابل ذکر ہے - پیرس کی سوسیٹّے ایشیاتیک (Societe Asiatique) نے اس کے سفرنامہ کا ایک قابل تعریف اڈیشن مع فرانسیسي ترجمہ زیر ادارت سي ڈفریمري (C. Defremery) وڈاکٹربي - سي - سینگوئي نیٹّي (Dr. B. C, Sanguinetti) چار جلدوں میں شائع کیا ہے - یہ مشرقي سیاحوں کا شہنشاہ مغربي سیاحوں کے اس شہنشاہ مارکوپولو سے ثلث، صدي بعد ہندوستان میں آیا تھا، جس کي تصنیف کا

مطالعہ کرنل یول (Col. Yule) کے بیش بہا اڈیشن میں کیا جا سکتا ھے - مصري سیاح شہاب الدین ابوالعباس احمد نے بھي دھلي کا تغلق دربار قریبا اُنھیں ایام میں دیکھا تھا - اس کے قلم سے شہر، اھل شہر، دربار اور اس زمانے کي معاشرتي زندگي کے متعلق ایک اعلیٰ پایہ کا بیان موجود ھے - اس کے بعد ھندوستان کے مسلمان مؤرخوں، مثلاً فرشتہ، برني اور عفیف وغیرہ کي تصانیف اور سلطان فیروز شاہ تغلق کي مختصر سي خود نوشت سوانح عمری "تاریخ فیروز شاھي" آتي ھیں - امیر خسروؒ دھلوي کي تصنیفات میں بھي زندگي کے متعدد پہلوؤں کي واضح تصویریں ملتي ھیں، جو خاص مؤرخوں کي تحریروں میں دستیاب نہیں ھوتیں - امیر خسروؒ کي تصنیفات کا مطالعہ کرنا چاھو، تو وہ اعلیٰ پایہ کے اڈیشن موجود ھیں، جو علي گڑھہ سے اعلیٰ حضرت نظام دکن کي سرپرستي میں شائع ھوئے ھیں - میں آپکو دو داستانوں یعني "دیول راني خضر خاں" اور "قران السعدین" پر خصوصیت سے توجہ دلاتا ھوں - سِکّوں اور کتبوں کي بھي ایک کثیر تعداد موجود ھے - اس شعبہ کے مطالعہ میں ھمیں کتبات اسلامیۂ ھند

(Epigraphia Indo-Moslemica) اور مسٹر اي' تامس كي تصنيفات سے بہت مدد ملےگي -

راجپوتوں کے آداب و اطوار

قنوج كي راجكماري

چند بردے كي نظم اور آلہا كھنڈ اگرچہ دونوں کے دونوں بارھویں صدي کے واقعات کے متعلق ھیں' لیکن جس حالت میں اب دستیاب ھوتے ھیں اس میں بہت سا ایسا مصالحہ بھي شامل ھے' جو بعد میں تیار ھوا - آلہا كھنڈ جس حالت میں سینہ بسینہ چلا آیا ھے' غالباً بحیثیت مجموعي تیرھویں اور چودھویں صدي کے راجپوتوں کے اوضاع و اطوار اور طرز زندگي کا آئینہ ھے - پرتھوي راج کے اپني ڈلھن کو حاصل کرنے كي داستان سے راجپوتوں كي معاشرتي زندگي پر خصوصیت سے روشني پڑتي ھے' اس لئے میں آپ كي اجازت سے یہ داستان مختصر الفاظ میں بیان کرونگا' تا کہ آپ کے دل میں اُس پر جوش بھاٹ شاعري کے مطالعہ كي خواھش پیدا ھو' جس سے راجپوت درباروں کے آداب و رسوم كي مکمل تصویر آنکھوں میں پھر جاتي ھے -

جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے، کہ قنوج کا راجہ جے چند راٹھور تھا - لیکن گہروازوں اور راٹھوروں کا چولي دامن کا ساتھہ تھا، اور کسي نسلي یا تاریخي وجہ سے بھات شاعري میں والي قنوج کو ہمیشہ راٹھور ہي کہا گیا ہے - جے چند کي ایک خوبصورت راجکماري سنجوگتا تھي، جو شادي کے سِن کو پہنچ چکي تھي - راجہ نے سوئمبر رچانے کا ارادہ کیا، تاکہ سنجوگتا خود اپنا شوہر منتخب کرلے - سوئمبر کي رسم اس زمانے میں عام نہ تھي، لیکن جو راجہ سوئمبر رچاتا، اس کے متعلق سمجھا جاتا تھا، کہ اپني بیٹي کي شادي کے متعلق اس قسم کي رسم ادا کر کے یہ راجپوتوں میں فوقیت و برتري کا مدعي ہے - سوئمبر میں دور و نزدیک کے تمام راجپوت راجاؤں اور راجکماروں کو مدعو کیا گیا - دھلي کے مشہور و معروف چوہان راجہ پرتھوي راج کو بھي دعوت دي گئي تھي - لیکن پرتھوي راج کا خیال تھا، کہ راجا جے چند نے سوئمبر کا دربار منعقد کرنے میں بے جا جسارت سے کام لیا ہے - چنانچہ وہ شادي کے خواہشمند کي حیثیت سے شامل دربار نہ ہوا، بلکہ تہیہ کر لیا، کہ جے چند کي راجکماري کو زور بازو سے اپني دلھن بناؤنگا -

عشق کي بے راہ روي

دربار منعقد ھوگیا - راجے اور راجکمار آئے، اور اپنے اپنے
سنگھاسن پر بیٹھہ گئے - لیکن چوھان کا سنگھاسن
خالي رھا - یہ دیکھکر جے چند نے اس ھتك کا بدلہ لینے
کي ٹھاني اور پرتھوی راج کا بت دربان کي شکل میں بنوا کر
دروازے پر کھڑا کردیا، جس سے یہ ظاھر کرنا مقصود تھا،
کہ پرتھوي راج ایسي ھي ادني خدمت کے قابل ھے - لیکن
اس نے اپني راجکماري کے جذبات کا اندازہ نہ کیا تھا -
وہ جے مال ھاتھہ میں لئے سوئمبر میں آئي، جو اسے اپنے
منتخب کردہ شوھر کے گلے میں ڈالني تھي - دربار میں
جتنے راجہ اور راجکمار جمع تھے، وہ سب کے پاس سے گزر گئي،
اور دروازے پر جا کر جے مال دربان بت کے گلے میں
ڈالدي - اس پر تمام حاضرین دریائے حیرت میں غرق
ھوگئے، اور دربار میں غم و غصہ کي ایك لھر دوڑ گئي -
"جے چند کا غصہ بھڑك اٹھا - اس نے راجکماري کو
بندي خانے کے برج میں بھیجوا دیا، اور راجے اپنے گھروں
کو سدھارے" -

عشق کا قاصد بھیس بدلے ھوئے

اسي دوران میں پرتھوي راج کے دربار سے ایک عورت روانہ کي گئي، کہ قنوج کي راجکماري کے اغوا کے لئے راستہ تیار کرے - وہ مردانہ لباس پہنکر قنوج آئي - لیکن "ناک میں طلائي پھول پڑا رہ گیا، جو صرف عورتیں ھي پہنتي ھیں" اور اس کے بھیس کا راز فاش ھوگیا - لیکن اس انکشاف سے بھي اس کے اوسان خطا نہ ھوئے - کہنے لگي، میں دھلي کے مہاراج کي داسی ھوں، اور اس کے ھاں سے بھاگ آئي ھوں - اب آپ سے دستگیري کي درخواست کرتي ھوں - مجھے پوری توقع ھے، کہ قنوج کا مہاراجہ ایک ستم رسیدہ مغرور داسي کو مایوس نہ کریگا - جے چند نے سوچا، کہ داسي کے دل میں اِس وقت پرتھوي راج کے خلاف جذبۂ انتقام زوروں پر ھوگا، چنانچہ اِس نے اُسے بندي خانے میں راجکماري کي نگہباني اور "اُس کے دل سے پرتھوي راج کے خیال کا روگ مٹانے کے لئے" مامور کردیا -

پرتھوي راج کا بذات خود موقعہ پر آنا

دھلي میں پرتھوي راج نے اپنے کبي چند بردے سے مشورہ کیا، تو اُس نے صلاح دي، کہ فوراً قنوج کي جانب

چل دینا چاهئے - چند برد‌ے کو تو تمام راجپوت درباروں میں پہچانتے تھے، لیکن پرتھوي راج نے اس کے ملازم کا بھیس بنا لیا، اور معتمد آدمیوں کو همراه لے کر قنوج کو روانه هوا - قنوج کے دربار میں پہنچ کر پرتھوی راج نادانسته اپنے کنگن والے هاتھه سے مونچھوں کو تاؤ دینے کو تھا - یه جنگجو راجپوتوں کي مخصوص حرکت تھي، جس سے وه کسي کو مقابله کے لئے للکارا کرتے تھے - لیکن چند برد‌ے نے عین وقت پر اشاره سے منع کردیا، اور اِس طرح اِس کے بھیس کا راز فاش هونے سے بال بال بچ گیا -

قنوج کے مهاراجه نے چند برد‌ے کي مناسب آؤ بھگت کی، جس کا وه بحیثیت سفیر مستحق تھا، اور پھر اس سے پوچھا که دهلي کا راجه کس قسم کا آدمي هے - کبي نے اِن پُر معني لفظوں میں جواب دیا، جو در حقیقت درست بھي تھا :—

''جس قدر قد و قامت کا یه میرا سیوک هے، ویساهي دهلی کا راجه هے - وه ایك بهادر چوهان هے - تقدیر کی نیرنگیوں کی اسے ذرا بھی پروا نهیں، اور موت کو سامنے دیکھه کر هنس دیتا هے'' - جے چند نے مناسب احترام سے اُنهیں ان کي جائے قیام پر بھیج دیا، جو ایك باغ میں تھي -

نامه و پیام

باغ میں ایک مچھلیوں کا حوض تھا - کبي کا بیان هے، که دهلي کا مهاراجه اس قدر فیاض تھا، که اس نے مچھلیوں کے پیٹ بھرنے کے لئے اپنے هار کے موتي اُن کے سامنے پھینک دئے - سنجوگتا نے یه واقعه دریچے میں سے دیکھه لیا، اور مفروضه مفرور خادمه کے هاتھه موتیوں کا ایک طلائي تھال لبالب بھر کر بھیجا - اس طرح طالب و مطلوب میں پیام و سلام کا سلسله اور رشتۀ الفت قائم هوگیا -

راجپوت کي دعوت مقاومت

دوسرے دن صبح کے وقت جےچند نے چند بردے کو بهت سے تحائف دے کر رخصت کیا، جو ایک عظیم‌الشان مهاراجه کي شان کے شایاں تھے، یعني مرجان، موتیوں اور جواهرات کي لڑیاں، ''شال، دوشالے، رومال اور مرصع خلعت، پگڑي، کلغي اور انگوٹھي، تیس هاتھي اور دو سو راهوار'' - پرتھوي راج نے ملازم کي حیثیت سے پان کا بیڑا تیار کیا - کهنے کو تو یه مهاراجه قنوج کي عنایات پر بطور شکریه پیش کیا گیا تھا، لیکن اس میں ایک گهرا رمز بھی پنهاں

تھا - اُس نے بیڑے میں پان کے پانچ پتے رکھے' اور اِس طرح گویا ایک راجپوت کي طرف سے دوسرے راجپوت کو مقابلہ کي دعوت دي گئی - اس کے علاوہ پرتھوي راج نے اپنے مطلب کي مزید وضاحت کے لئے جےچند کا ھاتھہ اِس زور سے دبایا' کہ اُس کے ناخنوں سے خون بہ نکلا - اب راز تو کھل ھي گیا تھا' اعلان جنگ ھوگیا - راٹھور بہادروں کو جمع کرنے کے لئے طبل جنگ پر چوب پڑي - فرمان جاري ھوگیا' کہ دھلي والوں میں سے ایک بھي زندہ بچ کر نہ جانے پائے' سب کو تہ تیغ کردو -

طالب و مطلوب کی ملاقات

سنجوگتا نے اپنے جواھر و زیورات جمع کئے' اور شاھانہ لباس زیب بدن کرلیا - پھر کسي نہ کسی طرح پرتھوي راج کے پاس جا پہنچي - ھاتھہ میں طلائي عود دان لیکر پرتھوي راج کے سرکے گرد پھرایا' کہ نظر بد سے محفوظ رھے- پھر اس کے چھرے کو پھولوں کي پنکھیا سے ھوا کرکے اپني نسواني عقیدت و وفاداري کا تحفہ پیش کیا' اور پان کا ایک نفیس بیڑا دے کر محبت کا پیمان باندھا - لیکن ساتھہ ھي اسے خبردار بھي کردیا' کہ " جےچند کے پاس ایک جرار

لشکر ھے ' اور تیرے ساتھہ اس وقت گنتي کے بہادر ھیں ''۔ پرتھوي راج نے جواب دیا ' '' گل شیرین من ' کچھہ خوف نہ کہا ' اگرچہ میرے ساتھہ بہت تھوڑے آدمي ھیں ' لیکن میري یہ تیغ جوھردار اس لشکر جرار میں سے راستہ نکال کر تجھے دھلي کے راج محل میں پہنچا دے گی '' - اب راجکماری پالکي میں سوار ھوکر اس کے ساتھہ بھاگ جانے کے لئے تیار ھوگئي - پرتھوی راج نے قنوج سے شمال کي جانب چھہ میل کے فاصلے پر جاکر ڈیرے ڈال دئے ' اور بادرفتار ھرکارہ دھلي روانہ کیا ' کہ میرے لشکر کے جري بہادروں کو لے آؤ ' تاکہ وہ قنوج کے راتھوروں سے لڑتے بھڑتے راجکماری کو دھلي لے چلیں - چنانچہ ایک سو سولہ سور بیر اپنے مہاراجہ پر جان نثار کرنے کے لئے آموجود ھوئے - اُن کے پہنچتے ھی پرتھوي راج نے اپنے آدمیوں میں سے ایک کو بھیجا ' کہ راتھوروں کو جنگ پر آکسائے ' اور اس طرح راجکماري کي پالکی کے لئے جنگ کی جائے -

دلھن کے لئے جنگ

دونوں طرف کے بہادر خوشي خوشي شریک جنگ ھوئے - نرسنگھے پھونکے گئے ' تلواریں بے نیام ھوکر چکا چوند کرنے

لگیں - وہ گھمسان کارن پڑا' کہ دوست دشمن کي تميز جاتي رهي - دن بھر هنگامۂ قتل بپا رھا - ''اُس روز انھوں نے اس وقت تک خونریزي سے ھاتھہ نہ کھینچا' جب تک سر پر ستارے نہ چمکنے لگے'' - جےچند نے حکم دیا' کہ راجکماري کي پالکي میدان میں لا رکھو' تاکہ جسے فتح نصیب ھو' وہ پالکي اُٹھالے جائے - اس کا مقصد یہ تھا' کہ پرتھوي راج خود میدان میں آجائے اور میں اُسے قتل کرواڈالوں - چوھان بہادروں نے للکار کر کہا' ''پالکي یہاں رکھدو' اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو'' - ادھر سے راٹھور دلاوروں نے جواب دیا' ''جي - کیوں نہیں ذرا وہ پالکي کو دھلي لے جانے والے راجپوت سور بیر سامنے تو آئیں'' ھر ایک بہادر نے دو دو تلواریں سنبھال لیں' اور دونوں طرف کے بہادر موت کو کھیل سمجھہ کر مصروف کارزار ھوگئے - پالکي خون سے اسي طرح سرخ ھوگئي جیسے دلھن کے پاؤں حنا سے ھو رھے تھے - نیزوں اور تیر و کمان سے بھي کام لیا گیا - لیکن چوھانوں کا پلہ بھاري رھا' اور پالکي پانچ کوس آور دھلي کي جانب چلي -

دلھن دھلي پہنچتي ھے

لیکن قنوج والوں نے بھي جي نہ چھوڑا' رات دن برابر لڑتے لڑاتے چلتے رھے - پالکي کبھي تھوڑي دور دھلي

کی طرف آجاتي اور کبھي قنوج کي جانب چلي جاتي - لیکن بحیثیت مجموعي یه دهلي سے قریب تر هوتي جاتي تھي - سوروں کے گھاٹ پر گنگا پار جاتے وقت ایک اور گھمسان کا معرکه هوا - دونوں جانب کے منتخب بہادر هاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں لئے ایک کے مقابل ایک آکر مردانگي کے جوهر دکھانے لگے ' لیکن اب بھي میدان چوهانوں هي کے هاتھه رها ' اور قنوج کي صفیں خالي هوتي گئیں - خاص دهلي کے پھاٹک کے سامنے جو آخري معرکه هوا ' اس میں راٹھور فوج کے بچے کُھچے سپاهي بھي کام آگئے - جوش مسرت میں چند بردے اور پرتھوي راج نے خود پالکي اٹھالي ' اور خوش خوش شہر میں داخل هوئے - چند بردے جےچند کو مخاطب کرکے بولا ' " اگر تیرے تمام سپاهي کام آگئے ' تو پرتھوي راج کي بھی یہي حالت هے ' اس لئے اب جنگ بیسود هے ، امن سے گھر جا " - یه هے اُس داستان کا انجام جس سے ظاهر هوتا هے ' که راجپوت سور بیر کس طرح دُلھن حاصل کیا کرتے تھے* -

شیخ بُرهان راجپوتانه میں

اس بدبخت زمانه میں هم هندو مسلم مناقشات کے اس قدر عادي هوچکے هیں ' که اُن بھلے دنوں کي یاد نہایت

* آلھا کھنڈ - صفحه ۳۹ لغایت ۵۶ -

خوشگوار معلوم هوتي هے ' جبکه راجپوتوں کے ایك بہت بڑے
طبقه میں ایك مسلمان درویش کي قریبا پرستش هورهي تهي'
اور وه راجپوتانه میں دس هزار مربع میل رقبه کے ایك
وسیع علاقے کا هیرو بن گیا تها' حتی که کل علاقه بهی
اسي کے نام سے موسوم هوگیا - جےپور کے مرزا راجه (۱۶۲۵ع
لغایت ۱۶۶۷ع) کے نام سے هم بخوبي واقف هیں' لیکن اس
وقت میں ایك راجپوت "شیخ جي" کا ذکر کررها هوں '
جو موکل جي کا فرزند تها - موکل جي الور اور بیکانیر کے
درمیان اُس علاقے کا راجپوت حکمران تها' جو بعد میں
شیخاوتي کے نام سے موسوم هوا - یه چودهویں صدی کے اواخر
میں گزرا هے - اُنہیں دنوں ایك پرهیزگار مسلم مبلّغ شیخ
برهان نے راجپوتوں کے دل و دماغ پر ایسا سکه بٹهایا ' که وه
اسے معجزات پر بهي قادر سمجھنے لگے - موکل نے شیخ سے
ایك بیٹے کے لئے بنتي کي' اور جب اس کے گهر لڑکا پیدا هوگیا'
تو اس کا نام "شیخ جي" رکها گیا - شیخ برهان کا مقبره
وهاں اب تك مرجع خاص و عام هے' اور شیخاوت راجپوتوں
کے زرد جهنڈے کے اوپر درویش کا نیلا پهریرا لهراتا هے -
اسي درویش سے اظہار عقیدت کے طور پر شیخاوت راجپوت
جنگلي سور کا شکار بهي نہیں کرتے* -

*ٹاڈ - جلد ۳ - صفحه ۱۳۷۸ لغایت ۱۳۸۲ -

دهلي کا ایک کتبہ

اُن کتبوں میں سے جو سلاطین دهلي کے عهد حکومت پر روشني ڈالتے هیں، میں آپ کو صرف ایك کتبہ کي جانب توجہ دلاؤنگا - یہ پالم کا کتبہ قلعہ دهلی میں آثار قدیمہ کی عجائب گاہ میں موجود ھے - یہ ایك گاؤں کے کوئیں میں نصب تھا، جو موجودہ دهلي (شاهجهاں آباد) سے صرف بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ھے - اس کي زبان سنسکرت ھے، البتہ آخري حصہ ایك مقامي زبان میں ھے، جو هریانہ میں بولي جاتي تھي - یہ کتبہ غائر اور نقادانہ مطالعہ کا مستحق ھے - اس پر سمّت ۱۳۳۷ بکرمي (مطابق سنہ ۸۱-۱۲۸۰ع) درج ھے، جبکہ دهلي کے تخت پر سلطان غیاث‌الدین بلبن جلوہ افروز تھا - سنسکرت تحریر میں دهلي کو "ڈھلّي" اور مقامي زبان میں "ڈهلي" لکھا گیا ھے - اس سے شہر دهلي کے ابتدائي نام پر کچھہ روشني پڑتي ھے - لیکن اِس کتبہ کي حقیقي اهمیت اُن خیالات میں ھے، جن کا اظہار پنڈت یوگیشوز اور اس کے زیر اثر لوگوں نے ملك کے مسلمان حکمرانوں کے متعلق کیا ھے - اس میں مسلمان حکمرانوں کو شاکاراجے لکھا گیا ھے، اور اِن کے عهد حکومت کا تذکرہ

شہاب‌الدین غوری سے ابتدا کر کے قطب‌الدین (ایبک)، شمس‌الدین (التمش) اور رضیہ بیگم کے عہد سلطنت کو شامل کرتے ہوئے وقت کے موجودہ حکمران پر ختم کیا ہے۔ رضیہ بیگم کے نام کی بجائے صرف ان کا لقب جلال‌الدین مرقوم ہے۔ چونکہ بلبن بر سر حکومت آنے سے پہلے اپنے پیشرو کا وزیر تھا، اس لئے دونوں کے عہد سلطنت کی بہت تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ حکمران کا ذکر اِن الفاظ میں کیا ہے:—

”وہ بادشاہ جس کی شاندار اور قابل تعریف حکومت میں تمام ملک مطمئن اور قانع ہے۔ بنگال کے گو شہر سے افغانستان کے شہر غزنہ تک اور دکن میں دراوڑ علاقہ اور رامیشور تک ہر جگہ ملک اس طرح منور ہو رہا ہے، جیسے درختوں کی خوبصورتی سے موسم بہار میں زمین مزیّن ہو جاتی ہے۔ اور اس بادشاہ کی خدمت میں جو متعدد راجے آتے جاتے ہیں، اُن کے مکٹوں سے گرے ہوئے جواہرات کی چمک دمک پھیل جانے سے سارا ملک جگمگا رہا ہے“۔

فوجوں کی قوت اور نقل و حرکت کے متعلق لکھا ہے، کہ گنگا کے دہانے سے سندھ کے دہانے تک بحر تا بحر تمام

ملک پر حاوي تھیں، اور ان کي بدولت ھر شخص امن و سلامتي سے دن بسر کر رھا تھا - رسالہ کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا ھے - مدح گو کہتا ھے، کہ ''جب سے اِس سلطان ذي شان نے دنیا کا بوجھہ اپنے کندھوں پر لے لیا ھے، دنیا کو سہارا رکھنے والے شیش ناگ دھرتی کے بوجھہ سے سبکدوش ھو بیٹھے ھیں........اور وشنو بھگوان جہاں کی نگہباني کا خیال چھوڑ کر اطمینان سے دُودھہ کے سمندر پر محو استراحت ھیں'' - آگے چل کر یہ کتبہ بتاتا ھے، کہ ''اس سلطان کے عہد معدلت مہد میں، جو سیکڑوں عالي شان شہروں کا والي ھے، ڈھلّي کا دلفریب شہر خوشحال اور فارغ البال ھے - یہ شہر دھرتي ماتا کي طرح بے شمار جواھرات کا خزانہ ھے، سؤرگ دھام کی طرح عیش و مسرت کا ٹھکانہ ھے، پاتال کي مانند شہزور دَیتوں کا مسکن ھے، اور مایا کي طرح دلکش و دلفریب ھے'' - جس ٹھاکر نے یہ باغراط میٹھے پاني کا کؤاں بنوایا تھا، اس کا کچھہ ذاتي حال بھي مرقوم ھے - اس کي تین بیویاں تھیں، سات لڑکے اور چار لڑکیاں - اس نے متعدد وسیع آرام گاھیں تعمیر کروائي تھیں، جو غالباً شاھراہ اعظم پر تھیں* -

* کتبات اسلامیۂ ھند - جلد سنہ ۱۲-۱۹۱۳ع صفحہ ۳۵ لغایت ۴۵ -

ابن بطوطہ کا بیان

مغرب‌الاقصاء کا سیاح ابن بطوطہ سنہ ۱۳۳۳ع سے سنہ ۱۳۴۶ع تک ہندوستان میں رہا - اس نے ہندوستان کي جو تصویر الفاظ میں کھینچي ہے، وہ بہت مفصل اور دلکش ہے - چونکہ میں نے ایک آؤر کتاب* میں اسے تفصیل سے بیان کر دیا ہے، اس لئے اب یہاں دوہرانے کي ضرورت نہیں سمجھتا - بلکہ اس کے صرف چند دلچسپ مقامات کا ذکر کرونگا، اور اس کے بعد آپ کو اس تصویر پر توجہ دلاؤنگا، جو ہمارے لئے امیر خسروؒ نے کھینچي ہے - ابن بطوطہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، کہ ہندوستان اور ملک قبچاق (متصل بحیرہ ازاف) کے درمیان گھوڑوں کي تجارت خوب رونق پر تھي، اور یہ دونوں ملکوں میں اقتصادي تعلقات کا ایک ذریعہ تھي - ملک قبچاق میں ایک اچھا گھوڑا قریبا چار روپے کو مل جاتا تھا، لیکن ہندوستان میں اس کي قیمت ایک سو سے دو ہزار روپیہ تک پڑ جاتي تھی† - بڑے بڑے قافلے جن میں سے ہر ایک چھہ ہزار گھوڑوں پر مشتمل ہوتا تھا، درۂ گومل راستے وارد ہندوستان ہوتے تھے، اور

---

*تین مسافر - صفحہ ۳۲ لغایت ۶۲ -

†بطوطہ - جلد ۲ - صفحہ ۳۷۱ لغایت ۳۷۳ -

اور سرحد پر شہر ملتان ان کے لئے سب سے بڑي تجارتی منڈي تھی - ڈاک کا انتظام اچھا تھا، اور دور دراز مقامات سے دارالسلطنت تک بلاناغہ اور جلد خبریں پہنچ جاتی تھیں* - خطۂ سندھ میں دریاے سندھ پر کشتیوں کے ایک خاصے بیڑے کا مستقل انتظام تھا† - سلطان (محمد شاہ تغلق) اپنے دارالخلافہ دھلی میں خوب شان و شوکت سے جلوہ افروز تھا - وہ انعام و اکرام دینے میں بڑي فراخدلی سے کام لیتا تھا‡ - اس کی والدہ نے بھی خیرات کا وسیع سلسلہ قائم کر رکھا تھا، اور غربا کے لئے خیرات خانے اور وقف مقرر کر دئے تھے - مالی لحاظ سے سلطان کا طرز عمل یہ تھا، کہ جہاں تک ممکن ہو، تجارتی محصول موقوف کر دئے جائیں، اور اس طرح تجارت کو ترقی دي جائے§ - دریائے سندھ کے دھانے اور ساحل کاتھیاواڑ کی وسیع بندر گاھوں کی معرفت اور جنوب میں ساحل مالابار کی بندر گاھوں سے بڑے وسیع پیمانے پر بحري تجارت ھوتی تھی - کھمبایت ایک خوبصورت اور خوشحال شہر تھا، اور حبشی لوگ اپنی

---

*بطوطہ جلد ۳ - صفحہ ۹۵ و ۹۶ -

†بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۱۰۹ -

‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۳۶ -

§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۸۸ -

بحری مہمات کے لحاظ سے اس وقت بھی ویسے ہی ممتاز تھے*
جیسے اس کے بعد مغلوں کے عہد میں نظر آتے تھے - ساحل
مالابار کی بندرگاہوں پر چینی جہازوں کی (جن کو جنک
کہتے ہیں) آمد و رفت پائی جاتی تھی† - بنگال میں اگرچہ
سیاسی حالت اطمینان بخش نہ تھی، لیکن یہ ارزانی اور
فراوانی کا خِطّہ تھا - ملک میں طاعون نے بھی ڈیرے ڈال
رکھے تھے‡ - قحط سالی میں قحط زدگان کی امداد کرنے
کے لئے معقول انتظام تھا - سرکاری عہدہ دار فہرستیں تیار
کرتے تھے، اور شہروں میں باقاعدہ امداد بہم پہنچانے کے
لئے انہیں مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا -
بوڑھا ہو یا بچہ، آزاد ہو یا غلام، ہر قابل امداد شخص کو
سرکاری غلہ خانہ سے ایک سیر غلہ روزانہ دیا جاتا تھا§ -

امیر خسروؒ کے زمانے کی دہلی

امیرخسروؒ (سنہ ۱۲۵۳ لغایت ۱۳۲۵ع) نے دربار اور حکمران
جماعتوں کے ادبی حلقوں کی معاشرتی زندگی کا جو نقشہ

---

*بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۵ لغایت ۲۵ -

†بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۹۱ -

‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۳۳۴ -

§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۰ -

کھینچا ھے، اُس میں بہت سے دلچسپ پہلو ھیں، لیکن ساتھہ ھي زوال و انحطاط کے آثار بھي نظر آتے ھیں - دلکش پہلوؤں میں فراخدلانہ مہمانداري، آرائش و زیبائش، فنون لطیفہ کے شوق و شغف اور اھل علم وفضل کي قدر و منزلت کا ذکر کیا جاسکتا ھے - تصویر کا دوسرا رخ باھمي رشک و حسد، سخت ترین سزاؤں، تخت کي وراثت کے متعلق عدم اعتماد، عشرت پسندی، انتہا کي شرابنوشي، عیاشي اور اخلاقي پستي میں نظر آتا ھے - شمال مغرب سے منگول حملے بہت بڑی حد تک معاشرتي اور سیاسي زندگي کي بنیادیں کمزور کرنے کا باعث ھوئے - خسروؒ کچھہ عرصہ منگول لوگوں کي قید میں رہ چکے تھے، اور ان کا ذکر انھوں نے کچھہ مذمت آمیز الفاظ میں کیا ھے - لکھتے ھیں، کہ یہ لوگ پولادتن و پنبہ پوش تھے، ان کي چھوتي چھوتي نیلگوں آنکھیں چپٹي ناکیں، کشادہ نتھنے، چوڑے چکلے چہرے، کُچیا ڈاڑھیاں اور لمبي لمبي مونچھیں ان کي سخت و درشت گرگ فطرتي کے ظاھري آثار تھے* - خسرو جس شہر دھلي کا بیان کر رھے ھیں، وہ شرقاً غرباً دریا سے پہاڑیوں تک اور جنوباً شمالاً (قطب کے نزدیک) لال کوت سے اس

*قران السعدین - تمہید صفحہ ۳۴ لغایت ۳۸ - متن صفحہ ۹۱ لغایت ۹۶ -

مقام تک پھیلا ہوا تھا ، جہاں بعد میں فیروزآباد تعمیر ہوا - شہر کي سب سے بڑي تین تعمیرات جامع مسجد ، مانذنہ اور وسیع سرکاري ذخیرۂ آب تھیں ، جس سے شہر میں صاف پاني بہم پہنچایا جاتا تھا - جامع مسجد میں ایک وسیع کھلا صحن تھا ، اور نو گنبد اور متعدد محرابدار ستون بنے ہوئے تھے - مانذنہ سے ان کي مراد غالباً قطب مینار ہے ، نہ کہ علائي مینار ، کیونکہ وہ کبھي پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تھا - امیر خسرو کہتے ہیں ، کہ اس مانذنہ کي نچلي منزلیں سنگ سرخ کي تھیں - سب سے اوپر کي ایک منزل سنگ مرمر کي تھي ، جس پر گنبد اور طلائي کلس بنا ہوا تھا - بعد میں اوپر کا حصہ بجلي گرنے سے خراب ہو گیا تھا (یہ فیروز تغلق کے عہد کا واقعہ ہے ، لیکن اُس نے اسے مرمت کروا دیا تھا) - سر کاري ذخیرۂ آب قطب مینار سے دو میل یا کچھہ زیادہ شمال کي جانب تھا - اس کے چاروں طرف پہاڑي زمین دیواروں کا کام دیتي تھي - مینھہ کا صاف پاني روک رکھنے کے لئے ڈھلوان کي جانب ایک بند بنا رکھا تھا - عین وسط میں ایک چبوترہ تھا ، جس پہ سیر و تفریح کے لئے ایک وسیع راوٹي بني ہوئي تھي دہلي والے اکثر اس راوٹي میں بغرض تفریح آیا کرتے تھے ، اور جب انھیں شہر سے

باهر نکل کر تفریح و تفنن کي خواهش هوتي ' تو پهاڑیوں پر بهي ڈیرے ڈال دیا کرتے تهے* -

امیر خسرو کے باپ ترک تهے اور ماں راول راجپوت - آپ پٹیالہ میں پیدا هوئے تهے - باپ کا سایہ بچپن هي میں سر سے أٹهہ گیا ' اور ماں کے اثر و تربیت نے انهیں مادرِ هند کا سپوت کهلانے کا مستحق بنا دیا ' جو اپنے هندوستاني هونے پر نازاں تها - اگرچہ امیر خسرو فارسي زبان میں لکهتے تهے ' لیکن هندي اور ترکي سے بهي بخوبي واقف تهے - انهوں نے اپني تصنیفات میں بہت سے هندي الفاظ استعمال کئے هیں -

مارکو پولو جنوبي هند میں

معلوم هوتاهے' کہ تیرهویں اور چودهویں صدي عیسوی میں جنوبي هند کا طرز زندگي شمالي هند سے بہت مختلف تها - جنوبي هند کے لوگ کپڑا برائے نام هي پهنتے تهے' لیکن سونے چاندي' موتیوں اور جواهرات کے زیوروں سے لدے پهندے رهتے تهے† - مشرق و مغرب دونوں جانب کے طویل ساحل بحر پر مختلف قوموں کے جهاز کثرت سے آتے

*قران السعدین - متن صفحہ ۲۸ لغایت ۳۷ -
†مارکوپولو - جلد ۲ - صفحہ ۲۷۵ -

جاتے رہتے تھے - ان میں سے زیادہ تر چینیوں اور مسلمانان عرب و ایران کے ہوتے تھے - تنجور کے ارد گرد کے علاقہ میں اکثر بارونق بندرگاہیں تھیں، اور نیگاپٹم کے قریب چینی طرز تعمیر کا ایک مندر چینیوں کی موجودگی اور ان کے اثر کا شاہد ہے* - گھوڑوں کی تجارت جنوبی ہند میں سمندر کے راستے اور زیادہ تر عرب اور خلیج فارس کی بندرگاہوں کے ساتھ ہوتی تھی- جنوبی ہند میں ایک ہی سلطنت میں ہرسال دوہزار گھوڑے سمندر کے راستے باہر سے آیا کرتے تھے†- شمالی ہند میں گھوڑوں کی بڑی تجارت جس قدر ترقی پر تھی، اس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے - قبچاقی گھوڑے عموماً بھاری بھرکم ہوتے تھے، بخلاف ان کے جو گھوڑے عرب اور خلیج سے آتے تھے، وہ نسبتاً ہلکے پھلکے اور تیز رفتار ہوتے تھے - جزیرہ لنکا میں فوجی سپاہی قریباً سب کے سب غیر ملکی مسلمان تھے - مارکوپولو نے انہیں ''ساراسن'' (شارقین) لکھاہے - جنوبی ہند میں جوگیوں کی کثرت تھی - یہ بڑے پرہیزگار تھے ، لیکن جو خوراک کھاتے تھے، وہ اچھی قسم کی ہوتی تھی، اور یہ خوراک عموماً دودھ چاول پر مشتمل ہوتی تھی، ہر مہینے میں دوبار یہ لوگ

---

*مارکوپولو - جلد ۲- صفحہ ۲۷۲ -

†مارکوپولو - جلد - ۲ - صفحہ ۲۸۳ -

ایک تیز عرق پیا کرتے تھے، جس کی نسبت عام خیال یہ تھا، کہ اس سے ان کی عمر بڑھ جاتی ہے - مارکوپولو کا خیال تھا، کہ یہ عرق گندھک اور پارہ کا مرکب ہے* - لیکن ممکن ہے، کہ یہ دراصل بھنگ سے تیار کیا جاتا ہو - یہ لوگ بالکل ننگے دھڑنگے پھرا کرتے تھے، اور جسم پر گائے کے گوبر کی راکھ مل لیتے تھے - ان کا دعوی تھا، کہ ہم بہت لمبی لمبی عمریں پاتے ہیں، اور ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق عام لوگوں کا اعتقاد تھا، کہ یہ جوگی معجزات پر قادر ہیں† - کھانا کھانے میں یہ لوگ تھالی اور کٹورہ کے بجائے پتّے استعمال کیا کرتے تھے - مارکوپولو کہتا ہے، کہ یہ لوگ بڑے سنگدل، مکار اور بے وفا تھے، اور ان کے مقابلے میں مغربی ساحل کے تاجروں کے متعلق لکھتا ہے، کہ وہ بہت ہی صادق القول تھے‡ -

معاشرتی عدم مساوات کے ازالہ کی کوششیں

اس دور میں تین بڑے زبردست اور ذی استحکام بادشاہ گزرے ہیں - (۱) علاء الدین خلجی (۱۲۹۵ع لغایت ۱۳۱۶ع)،

---

*مارکوپولو - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۰ -

†بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۳۳ اور مابعد -

‡مارکو پولو - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۲ و ۲۹۹ -

(۲) محمد شاہ تغلق (۱۳۲۵ع لغایت ۱۳۵۱ع) (۳) فیروزشاہ تغلق (۱۳۵۱ ع لغایت ۱۳۸۸ع) - ان کے عہد حکومت میں بہت سے اقتصادی تجربے کئے گئے - علاءالدین نے کسی قدر اشتراکیت پیدا کرنے کی کوشش کی - اس نے غرور و تکبر اور سرمایہ داری کا قلع قمع کرنے کے لئے جاگیریں ضبط کرلیں اور امیر غریب سب کو ایک سطح پر کر دیا - اشیائے خوردنی کی ارزانی کے لئے نرخ مقرر کر دئے، اور بار برداری کو بھی باقاعدہ اور منظم کیا، بلکہ اسے حکومت کے ماتحت لانے کی کوشش کی - ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے اس نے سخت سے سخت سزائیں مقرر کیں - اگرچہ ضیاءالدین برنی نے ان احکام کی بے حد تعریف کی ہے، لیکن یہ امر مشتبہہ ہے، کہ جس بد بختی اور مصیبت کا یہ قلع قمع کیا چاہتا تھا، آیا وہ واقعی دور ہوگئی یا اس میں اور بھی اضافہ ہوگیا - اور اس میں تو ذرا بھی شک نہیں، کہ ان تمام احکام و قوانین کا اس کی موت کے ساتھہ ہی خاتمہ ہوگیا - اصل میں اس نے ناداری کا ازالہ کرنے کی بجائے مال و دولت، صنعت و حرفت اور پیداوار کے ذرائع مسدود کر دئے - شرابنوشی کی کلی ممانعت کے متعلق اس کے احکام کسی وقت بھی حسب دلخواہ مؤثر ثابت نہیں ہوئے* -

---

*ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۱۹۲ - لغایت ۱۹۷ -

سکّوں کے متعلق اصلاحات

پہلے ذکر ہو چکا ہے، کہ محمد شاہ تغلق نے چنگي اور معابر وغیرہ کے مختلف محصول موقوف کر کے تجارت کو ترقي دینے کي کوشش کي تھي - ٹکسال اور سِکّوں کے متعلق اس کي مساعي تعریف و تحسین کي مستحق ھیں - اس کے سِکّے شکل و صورت اور ساخت اور کاریگري کے لحاظ سے اس امر کے شاھد ھیں، کہ ان پر خاص توجہ مبذول ھوئي تھي - اس کے ۱۹۹ گرین وزن کے گول طلائي دینار کے کناروں پر نمایاں لکیریں بنائي جاتي تھیں، تا کہ دغا باز لوگ اسے ریتي سے رگڑ کر سونا حاصل نہ کر سکیں - نقرئي تنکہ میں (جو ۶۴ جیتل کا ھوتا تھا) ۱۷۵ گرین خالص چاندي ڈالنے کے معیار پر عمل ھونے لگا - اس لحاظ سے تنکہ اور آج کل کے روپیہ میں جس کا مجموعي وزن معہ آمیزش کے ۱۸۰ گرین ھے، کچھہ زیادہ فرق نہ تھا - اسی معیار پر تنکہ کی مختلف کسروں کی قیمت کے سِکّے بھي بنائے گئے - اس نے سُن رکھا تھا، کہ اس زمانے میں چین اور ایران میں "معیاري" سکوں کے علاوہ "علامتی" چلن (token currency) بھي بنائے جارھے ھیں - چنانچہ اس

نے مختلف مقدار کي خام دھاتوں کي آميزش سے يھي کام لينے کي کوشش کي - ليکن جب اسے معلوم ھوا' کہ اس طرح بازار ميں سکوں کی قدر و قيمت گھت رھي ھے' تو يہ خيال ترک کرديا - اُس زمانے ميں سونے اور چاندي کي مروجہ باھمي نسبت غالباً آتھہ اور ايك يا سات اور ايك کي تھي - اس کے مقابلے ميں آج کل ان دھاتوں ميں بائيس يا تيئس اور ايك کي نسبت ھے - اُن دنوں دکن سے زرکثير حاصل ھونے کے باعث شاھي خزانے ميں سونے کي ريل پيل تھي*-

مسلئہ بيکاري کے متعلق حکومت کی مساعی

فيروز شاہ تغلق نے اپني رعيت کے مسلئہ بيکاري کو حل کرنے کے لئے ايك لائحہ عمل تيار کياتھا - بدقسمتي سے ھميں اس کی بہت کم تفصيلات معلوم ھيں - شہر کے تمام بيکار آدميوں کو بادشاہ کي خدمت ميں حاضر کئے جانے کا حکم تھا' اور انھيں حسب قابليت کام ديا جاتا تھا - اھل قلم کو سرکاري دفاتر ميں نوشت و خواند کا کام ملجاتا تھا' اور جن لوگوں ميں تجارت کے متعلق کچھہ سمجھہ

*تامس - صفحہ ۲۱۷ لغايت ۲۶۲ -

بوجھہ نظر آتی تھي' انھیں خان جہاں کے سپرد کیا جاتا تھا - خان موصوف کے ماتحت غالبا رسد و دستکاري کے محکمے تھے - ان کا تعلق مختلف صیغوں سے تھا' مثلاً باورچي خانے' تازی خانے' شمع سازي اور پاني گرم کرنے کے صیغے وغیرہ - ان محکموں کے سالانہ اخراجات تین لاکھہ بیس ہزار روپیہ کي رقم کے ہوتے تھے - اُس وقت ایک روپیہ میں آج کل کي نسبت کئي گنا زیادہ چیز مل جاتي تھی - اس کے علاوہ توشہ خانہ اور فراشي کے صیغے بھي قائم تھے - اگر کوئي شخص کسي خاص امیر کي خدمت میں رہنے کا خواہشمند ہوتا' تو اسے وہیں ملازمت دلا دي جاتي تھي* -

خیراتي امداد اور تعمیرات عامہ

مزید برآں ایک " دیوان خیرات " بھي تھا - شفا خانہ یا صحت خانہ میں نہ صرف بیمار اور مصیبت زدہ لوگوں کا علاج معالجہ کیا جاتا تھا' بلکہ ان کے کھانے پینے کے اخراجات کا کفیل بھي سرکاري خزانہ ہوتا تھا† - یہ سب کچھہ تھا' لیکن فیروز شاہ کي دوامي شہرت کا سب سے بڑا

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳۵۵ لغایت ۳۵۷ -

†ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳٦۱

باعث اس کی تعمیرات عامہ ہیں - اس نے نہ صرف خود بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کروائیں ' بلکہ اس سلسلے میں ایک ایسا کام بھی کیا ' جس کی مثالیں ہندوستان میں کمیاب ہیں - یعنی وہ اپنے پیشروؤں کے وقت کی تعمیرات کی مرمت کو اپنا اہم اور مذہبی فرض سمجھتا تھا - اس نے بہت سے شہر ' قلعے ' اور محل ' آبپاشی کے بند ' مساجد و مقابر ' مدرسے اور سرائیں بنوائیں - باغ لگوائے ' نہریں کھدوائیں ' اور کئی پل تعمیر کروائے* - اس نے نہروں کا دوہرا سلسلہ قائم کیا ' - اور اس طرح اپنے نئے شہر حصار فیروزہ کے لئے (جو اب حصار کہلاتا ہے ' اور اسی نام کے ضلع کا صدر مقام ہے) ستلج اور جمنا سے پانی لے آیا - نہروں کی وجہ سے زراعت میں بڑی ترقی ہوئی ' اور لوگوں کو میوہ‌جات پیدا کرنے کی ترغیب و تشویق ہوئی - ان نہروں کا کھوج اب بھی مل سکتا ہے ' اور عہد انگلشیہ کی نہریں کھودتے وقت ان سے کسی قدر فائدہ بھی اٹھایا گیا ہے - اس زمانہ کے فقہا و علما سے بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد فیروزشاہ نے آبپاشی پر پانی کے محصول عاید کرنے کے طریقہ کی بھی ابتدا کی† -

---

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

†ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

خاتمہ

اب ہم ہند وسطیٰ کي معاشرتي اور اقتصادي زندگي کے چند پہلوؤں پر غور کرچکے ہیں - اگرچہ خوف طوالت اور تنگي وقت نے صرف جستہ جستہ مقامات پر سرسري نظر ڈالنے کي مہلت دي ہے' لیکن امید ہے' کہ کسي حد تک اس موضوع کے متعلق دلچسپي پیدا کرنے اور آپ کو اس امر کا یقین دلانے میں کامیابي ہوگئي ہوگي' کہ ہمارے عہد وسطیٰ کي معاشرتي زندگي کے متعلق جتنا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے' اس سے بہت زیادہ مصالحہ موجود ہے - ہمیں اس کا مطالعہ نسلي' فرقہ وارانہ اور مذہبي تعصب کي زنجیروں سے آزاد ہوکر نہایت انکسار اور فراخدلي سے کرنا چاہئے - اس طرح مطالعہ کرنے' اور پھر اس سے جو نتائج برآمد ہوں' خواہ وہ کیسے ہي قلیل کیوں نہ ہوں' انھیں ہندوستاني پڑھنے والے لوگوں کي خدمت میں پیش کرنے سے ہم قومي تعمیر کے کام کو بہت کچھہ تقویت پہنچا سکتے ہیں' جس میں مستقبل کي تعمیر کے لئے ماضي سے مضبوط بنیادوں کا کام لینے کي اشد ضرورت ہوتي ہے -

---

انڈکس